Over 195K Followers

15 TO 21 DECEMBER, 2025 ☆☆☆ ۲۰۲۵ دسمبر ۱۵ تا ۲۱

صارفین سے سرکار تک
چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

ایڈیٹر: نشید آفاقی

CONSUMER WATCH KARACHI

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

صحافیوں کے اعزاز میں
شیخ راشد عالم کی دعوت پایا
ڈپٹی میئر کراچی سلمان عبداللہ مراد کی شرکت

صحافیوں کے اعزاز میں شیخ راشد عالم کی دعوت پایا

ڈپٹی میئر کراچی سلمان عبداللہ مراد کی شرکت

کراچی پریس کلب کے الیکشن کے سلسلے میں کنزیومرواچ پاکستان کے چیف ایڈیٹر شیخ راشد عالم نے ہیڈ آفس میں ہم خیال صحافیوں کی محفل سجائی جس میں ڈپٹی میئر کراچی سلمان عبداللہ مراد نے بطور خاص شرکت کی۔ اس موقع پر مزیدار فوڈز کے مزیدار پائے، اصلی گھی سے تیار کردہ حلوے سے مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ تقریب کے میزبانوں میں آغا خالد اور نشید آفاقی بھی شامل تھے۔ اس موقع پر ڈپٹی میئر سلمان عبداللہ مراد نے صحافیوں سے غیر رسمی بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ شہر کی تعمیر و ترقی کے لیے پیپلز پارٹی بھرپور کوششیں کر رہی ہے اور چھ ماہ سے ایک سال میں کراچی میں بڑی مثبت تبدیلیاں دیکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ بلاول بھٹو نے اس سلسلے میں سخت ہدایات جاری کی ہیں اور کراچی کی تعمیر نو کے لیے بڑے اور اہم فیصلے کیے گئے ہیں جن کے نتائج جلد سامنے آنا شروع ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ کراچی کے مسائل بہت گھمبیر ہیں اور صرف 33 فیصد شہر کی آبادی بلدیہ کے حصہ میں آتی ہے وہ بھی غیر ترقیاتی غریب بستیاں اور نواحی علاقے جبکہ پوش علاقے اس کی عملداری میں نہیں آتے اس لیے ترقیاتی کاموں میں بھی بڑی رکاوٹیں آ رہی ہیں۔ تقریب میں صحافی رہنما خورشید عباسی، میٹرو نیوز کے ڈائریکٹر امیر علی چانڈیو، کے پی سی کے سابق صدر احمد خان ملک، ہمدرد کے پی آر او عامر سعید، افسر عمران، اجمل ملک، فصیح الدین، عبید شاہ، خبریں گروپ کے رانا فیصل، صابر مغل، سکینہ لودھی، انور بن عباس، فوٹو جرنلسٹ جمیل، رانا طاہر، زین پریڈی، سکینہ لودھی، فتح اللہ، امت سے وابستہ صحافی اشرف و دیگر شریک ہوئے۔

15 TO 21 DECEMBER, 2025 ☆☆☆ ۲۰۲۵ دسمبر ۱۵ تا ۲۱

صارفین سے سرکار تک

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH KARACHI

https://www.facebook.com/ Consumer-watch.com

مجلس ادارت:

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹو ایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاقی

● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ ● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین،

● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی ● پریس منیجر: شکیل احمد خان

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد

محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد

محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

دفتر کا پتہ: H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی

فون نمبر: 021-34528802-3

فرمان الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کو اشارہ کیا کہ مصر میں چند مکان اپنی قوم کے لیے مہیا کرو اور اپنے ان مکانوں کو قبلہ ٹھہرالو اور نماز قائم کرو اور اہل ایمان کو بشارت دے دو

سورۃ یونس 10 - آیت نمبر 87

مجھے ہے حکم اذاں.................!

ملک میں مسلسل دوسرے ہفتے بھی ہفتہ وار مہنگائی میں 0.03 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی ہے، جبکہ سالانہ بنیاد پر مہنگائی کی مجموعی شرح کم ہو کر 3.90 فیصد تک آ گئی ہے۔ بظاہر یہ اعداد و شمار کسی قدر بہتری کی طرف اشارہ کرتے ہیں، مگر سوال یہی ہے کہ کیا یہ کمی عوام کی جیب تک بھی پہنچ رہی ہے یا محض اسٹیٹسٹکس کی حد تک محدود ہے؟ وفاقی ادارہ شماریات کے مطابق اس ہفتے 12 ضروری اشیاء کی قیمتوں میں کمی اور 10 اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ریکارڈ کیا گیا، جبکہ 293 اشیاء کی قیمتیں جوں کی توں رہیں۔ اگرچہ قیمتوں میں کمی کا رجحان خوش آئند ہے، لیکن ضروری اشیائے خورونوش میں اضافہ تشویش کا باعث بنتا ہے، خصوصاً ان حالات میں جب عام آدمی کی قوتِ خرید پہلے ہی دباؤ کا شکار ہے۔ ٹماٹر 16.18 فیصد، پیاز 4.08 فیصد اور آلو 1.71 فیصد تک سستے ہوئے، جبکہ چینی کی قیمت میں 4.91 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی۔ یہ وہ اشیا ہیں جن کا استعمال ہر گھر میں روزانہ کی بنیاد پر ہوتا ہے، اور ان کی قیمت گھٹنے سے عارضی طور پر کچھ ریلیف ضرور ملتا ہے۔ لیکن دوسری طرف چکن 6 فیصد تک مہنگا ہو گیا ہے، جس سے متوسط طبقے کے لیے پروٹین کا یہ بنیادی ذریعہ مزید دور ہوتا جا رہا ہے۔ اسی طرح آٹے کی قیمت میں 2.88 فیصد اضافہ بھی انتہائی تشویشناک ہے، کیونکہ یہ وہ بنیادی ضرورت ہے جو ہر طبقے کے لیے یکساں اہمیت رکھتی ہے۔ کوکنگ آئل، ویجیٹیبل گھی، انڈے، پاؤڈر دودھ اور چائے جیسی روزمرہ کی اہم اشیاء کی قیمتیں بھی بڑھتی دکھائی دے رہی ہیں۔ یہ وہ مصنوعات ہیں جن کی قیمتوں میں معمولی اضافہ بھی گھریلو بجٹ کو بری طرح متاثر کرتا ہے۔ دوسری جانب، جو اشیاء سستی ہوئی ہیں وہ یا تو موسمی بنیادوں پر قیمت کم کرتی ہیں یا ان کا استعمال محدود ہوتا ہے۔ مہنگائی کا حقیقی تجزیہ صرف فیصدی کمی سے نہیں ہوتا بلکہ اس بات سے ہوتا ہے کہ عام شہری کی روزمرہ زندگی میں کتنا فرق پڑ رہا ہے۔ 0.03 فیصد کی ہفتہ وار کمی یقیناً اطمینان بخش اشارہ ہے، مگر یہ وہ سطح نہیں جسے "ریلیف" کہا جا سکے۔ خاص طور پر ایسے وقت میں جب بجلی، گیس اور پیٹرول سمیت بنیادی سہولیات کے نرخ بھی بڑھنے کے امکانات ظاہر کیے جا رہے ہوں۔ حکومت کو چاہیے کہ صرف اعداد و شمار میں بہتری پر انحصار کرنے کے بجائے بنیادی غذائی اشیاء کی قیمتوں کو مسلسل مانیٹر کرے اور مؤثر پالیسی اقدامات کے ذریعے مہنگائی کے دباؤ کو کم کرے۔ اگر فیصلے بروقت اور درست سمت میں نہ کیے گئے تو موجودہ معمولی بہتری بھی چند ہفتوں میں زائل ہو سکتی ہے، اور عوام کا بوجھ مزید بڑھنے کا خطرہ برقرار رہے گا۔

خیر اندیش

شیخ راشد عالم

چیف ایڈیٹر کنزیومر واچ

Top Stories — ٹاپ اسٹوریز

موبائل فونز پر بھاری ٹیکس: پارلیمانی کمیٹی کا جامع پالیسی جائزے کا مطالبہ

PAGE 04

خلیجی ممالک سے اقتصادی تعاون کا نیا دور، پاکستان کے لیے مواقع اور چیلنجز

PAGE 07

گیس سلنڈر... ریاستی بے حسی کا بارود خانہ

PAGE 05

پاکستان، ترکیے توانائی تعاون: نئے معاہدوں سے مستقبل کی اقتصادی جہتیں

PAGE 08

پاکستان کی مقامی آٹو انڈسٹری کو شدید دباؤ کا سامنا

PAGE 06

کرسمس کا تاریخی منظر اور امریکہ میں اس کی تیاریاں

PAGE 09

چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس راجہ کورٹ بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

موبائل فونز پر بھاری ٹیکس

پارلیمانی کمیٹی کا جامع پالیسی جائزے کا مطالبہ

کنزیومر واچ رپورٹ

قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ و محصولات نے ملک میں موبائل فونز پر عائد ٹیکسوں کے بڑھتے ہوئے بوجھ اور ان کے معاشی و سماجی اثرات پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف بی آر) اور پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اتھارٹی (پی ٹی اے) کو ہدایت کی ہے کہ اس موضوع پر ایک جامع اور ہمہ گیر رپورٹ تیار کی جائے۔ کمیٹی نے واضح کیا کہ موبائل فون اب زندگی کی ضرورت بن چکے ہیں، نہ کہ کوئی آسائش یا لگژری آئٹم، اور ٹیکس پالیسیوں کو بھی اسی حقیقت کے مطابق ڈھالا جانا چاہیے۔

ڈان اخبار میں شائع تفصیلات کے مطابق قائمہ کمیٹی کے چیئرمین، رکن قومی اسمبلی نوید قمر نے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے موبائل فونز پر عائد بھاری ٹیکسوں پر عدم اطمینان کا اظہار کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ متعلقہ اداروں نے غلط طور پر موبائل فونز کو لگژری اشیا کی فہرست میں شامل رکھا ہے، حالانکہ جدید دور میں موبائل فون شہریوں کے لیے رابطے، تعلیم، کاروبار اور مالی سرگرمیوں کا لازمی آلہ بن چکے ہیں۔ انہوں نے ایف بی آر اور ٹیکس پالیسی آفس کو ہدایت جاری کی کہ ذاتی سامان اور رجسٹریشن اسکیمز کے تحت درآمد ہونے والے فونز کی موجودہ ٹیکس شرحوں کا ازسرِ نو جائزہ لیا جائے اور نئی پالیسی سفارشات مرتب کی جائیں۔ کمیٹی کے مطابق رپورٹ مارچ 2026 تک مکمل ہونی چاہیے تاکہ آئندہ بجٹ سے قبل اس پر غور کیا جا سکے۔

اجلاس میں مختلف ارکان نے موبائل فونز پر ٹیکسوں کی پیچیدگی اور صارفین کو درپیش مشکلات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ رکن قومی اسمبلی قاسم گیلانی نے کہا کہ موبائل فون چوری یا گم ہو جائے تو صارفین کو نئے فون پر دوبارہ بھاری ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے، جو کہ عام شہریوں کے لیے ایک ناقابل برداشت مالی بوجھ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسمارٹ فونز پہلے ہی عالمی مہنگائی اور روپے کی قدر میں کمی کے باعث بہت مہنگے ہو چکے ہیں۔ انہوں نے مثال دیتے ہوئے بتایا کہ پرانے آئی فون 6 جیسے ماڈل پر بھی تقریباً 35 ہزار روپے ٹیکس دینا پڑتا ہے، جبکہ آئی فون 12 کی درآمد پر ایک لاکھ روپے تک بھاری ٹیکس وصول کیا جاتا ہے، جو کہ متوسط طبقے کی پہنچ سے باہر ہے۔

قاسم گیلانی نے مزید کہا کہ اسمارٹ فونز صرف رابطے کا ذریعہ نہیں رہے بلکہ لاکھوں پاکستانی نوجوان ان ہی فونز کے ذریعے کنٹینٹ کریئشن، ویڈیو شیئرنگ، ای کامرس، آن لائن سروسز اور فری لانسنگ کے ذریعے اپنی آمدنی کا ذریعہ بنا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایسے وقت میں جب حکومت نوجوانوں کو ڈیجیٹل معیشت کی طرف راغب کرنا چاہتی ہے، اس بنیادی آلے پر اتنی زیادہ محصولات عائد کرنا معاشی سرگرمیوں کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ ان کے مطابق ٹیکس نظام کو اس حقیقت کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے کہ اسمارٹ فون آج کے دور میں روزگار، تعلیم اور نمو کی علامت ہے۔

رکن قومی اسمبلی شرمیلا فاروقی نے بھی موبائل فونز کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافے کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا کہ آج ایک نیا آئی فون 3 لاکھ 50 ہزار روپے سے بھی زائد قیمت پر فروخت ہو رہا ہے، جس پر مزید ایک لاکھ 90 ہزار روپے کا ٹیکس عائد ہوتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ صورتحال عام صارف کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹیکس لگانے کا نظام شفاف، قابل فہم اور معقول ہونا چاہیے تاکہ اسے استحصالی نہ سمجھا جائے۔ اجلاس میں ایف بی آر حکام نے وضاحت پیش کی کہ ٹیکس کسی خاص برانڈ یا ماڈل پر نہیں بلکہ فون کی اصل مالیت کے مطابق وصول کیا جاتا ہے۔

رکن قومی اسمبلی مرزا اختیار بیگ نے کہا کہ یہ ایک غلط تاثر ہے کہ اسمارٹ فون استعمال کرنے والے صرف امیر طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ پاکستان میں متوسط اور نچلے متوسط طبقے کے 70 فیصد سے زائد افراد اسمارٹ فون استعمال کر رہے ہیں، جن کے لیے یہ ایک بنیادی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹیکس پالیسی وضع کرتے وقت اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ موبائل فون آج معاشی سرگرمیوں، مالی شمولیت، سماجی رابطوں اور بنیادی خدمات تک رسائی کا اہم ذریعہ ہے۔ ان کا مؤقف تھا کہ ٹیکس کے اصول واضح، منصفانہ اور یکساں ہونے چاہئیں تاکہ صارفین اور درآمد کنندگان دونوں کو یکساں سہولت ملے۔

اجلاس میں پی ٹی اے کے چیئرمین نے کمیٹی کو بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ اس وقت ملک میں صرف 6 فیصد ہائی اینڈ فونز درآمد کیے جاتے ہیں، جبکہ 94 فیصد موبائل فونز مقامی سطح پر تیار ہو رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ملک میں ٹیلی کام سیکٹر مسلسل ترقی کی جانب گامزن ہے اور آئندہ سال فروری یا مارچ تک 5G لائسنس جاری کیے جانے کا امکان ہے، جو ڈیجیٹل ترقی کے نئے دور کی بنیاد رکھے گا۔ ان کا کہنا تھا کہ مقامی سطح پر فونز کی تیاری بڑھنے سے مستقبل میں ملک کے لیے ٹیکسوں کی نوعیت میں بھی تبدیلی متوقع ہے۔

ایف بی آر کے چیئرمین راشد محمود لنگڑیال نے اجلاس کو آگاہ کیا کہ گزشتہ چند برسوں میں مجموعی طور پر اسمارٹ فونز کی قیمتوں اور ٹیکس شرحوں میں کمی آئی ہے، تاہم چند نمایاں عالمی برانڈز کی قیمتوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ گزشتہ مالی سال میں موبائل فونز کی مد میں 82 ارب روپے کا ٹیکس اکٹھا کیا گیا، جو کہ قومی خزانے کے لیے ایک بڑی آمدنی ہے۔ تاہم انہوں نے تسلیم کیا کہ پالیسی کا ازسرِ نو جائزہ ضروری ہے تاکہ ٹیکنالوجی تک عوامی رسائی آسان بنائی جا سکے۔

کمیٹی نے تجویز پیش کی کہ اسمارٹ فونز کو ایٹھ شیڈول میں شامل کر کے عوام کو ریلیف فراہم کیا جا سکتا ہے۔ اجلاس میں ٹیکس حکام نے بتایا کہ فی الحال نائنتھ شیڈول ٹیلی کام پر لاگو ہے، جبکہ ایٹھ شیڈول میں مختلف قسم کی رعایتیں موجود ہیں جنہیں اسمارٹ فونز کے حوالے سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ حکام نے یہ بھی بتایا کہ ایپل کے علاوہ بیشتر اسمارٹ فونز اب مقامی طور پر تیار کیے جا رہے ہیں، جس سے درآمدی ٹیکسوں میں کمی کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔

اجلاس کے اختتام پر چیئرمین قائمہ کمیٹی نے کہا کہ ٹیکس پالیسی جلد بازی میں یا مخصوص مفادات کے تحت نہیں بلکہ قومی مفاد اور عام شہریوں کی ضروریات کو سامنے رکھ کر مرتب کی جانی چاہیے۔ انہوں نے زور دیا کہ اسمارٹ فونز پر ٹیکس کا نظام ایسا ہونا چاہیے جو صارفین پر بوجھ کم کرے، ڈیجیٹل معیشت کو فروغ دے اور مقامی صنعت کی ترقی میں معاون ثابت ہو۔ کمیٹی نے امید ظاہر کی کہ مارچ 2026 تک پیش کی جانے والی جامع رپورٹ نہ صرف مسئلے کا واضح حل پیش کرے گی بلکہ مستقبل کی ٹیکس پالیسیوں کے لیے ایک مستند اور متوازن فریم ورک بھی فراہم کرے گی۔

گیس سلنڈر... ریاستی بے حسی کا بارُود خانہ

بزنس پوائنٹ

شیخ راشد عالم

شہر کے گنجان محلوں میں گیس سلنڈروں کی دکانیں کسی ٹائم بم کی طرح روزانہ کے حساب سے ٹک ٹک کرتی رہتی ہیں۔ دکھ اور غصے کی بات یہ ہے کہ یہاں ''ایک'' دھماکہ نہیں ہوتا یہ دھماکے تو اب معمول بن چکے ہیں، اور ریاست، انتظامیہ اور متعلقہ ادارے اس خون آشام معمول کے سامنے ایسے خاموش کھڑے ہیں جیسے یہ سب کچھ ان کی ذمہ داری ہی نہ ہو۔ حیرت اس بات پر ہے کہ انسانی جانیں ضائع ہوتی رہیں، لوگ جلتے رہیں، گھر اُجڑتے رہیں مگر متعلقہ اداروں کو نہ کوئی شرم آتی ہے اور نہ ذمے داری کا احساس ہوتا ہے

رہائشی علاقوں میں غیر معیاری سلنڈروں کی فروخت اور ریفلنگ یوں جاری ہے جیسے یہ کوئی بے ضرر کاروبار ہو۔ گلی کے نکڑ پر موجود یہ دکانیں بغیر کسی لائسنس، بغیر کسی تربیت، بغیر کسی سیفٹی اصول کے گیس بیچتی ہیں، اور لوگ خوف اور لاچاری کی حالت میں انہیں خریدنے پر مجبور ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ انتظامیہ کی آنکھوں کے سامنے خطرناک مواد کی ہینڈلنگ ہو رہی ہے، مگر نہ کبھی چھاپے پڑتے ہیں، نہ مقدمات بنتے ہیں، نہ دکانیں سیل ہوتی ہیں۔ گویا انسانی جان کی قیمت ان کے نزدیک چند سو روپے سے بھی کم ہے۔

سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ ان دکانوں میں استعمال ہونے والے سلنڈر نہ معیار کے پابند ہیں اور نہ ان پر پریشر ٹیسٹ کی کوئی مہر ہوتی ہے۔ یہ سلنڈر کئی سال پرانے، زنگ آلود، بار بار ریفل شدہ اور اندر سے کھوکھلے ہوتے ہیں۔ ایسے سلنڈروں کی حالت کا کسی بھی کاریگر یا ماہر کو لمحوں میں اندازہ ہو جاتا ہے، مگر ان دکانداروں کا مقصد صرف اور صرف پیسہ بٹورنا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ سلنڈر کب پھٹے گا، کیسے پھٹے گا، کتنا نقصان کرے گا مگر ان کے کاروبار پر فرق نہیں پڑتا۔ جو چیز سب سے زیادہ متاثر ہوتی ہے وہ عوام کی جان، ان کے گھر، ان بچوں کی زندگی جنہیں پتا بھی نہیں کہ یہ کاروبار کس قدر مہلک ہے۔

دکانداروں کی تربیت نہ ہونے کا نقصان بھی بڑا ہے۔ سلنڈر بھرتے وقت جو احتیاطیں عالمی معیار کے مطابق لازمی سمجھی جاتی ہیں، یہاں ان کا نام و نشان تک نہیں۔ نہ آگ بجھانے کا سامان، نہ حفاظتی لباس، نہ مناسب فاصلہ، نہ وینٹی لیشن، نہ زمین سے اونچائی، نہ چنگاری سے بچاؤ کچھ بھی نہیں۔ سلنڈر بھرنے کا عمل یوں کیا جاتا ہے جیسے کوئی پانی کی بالٹی بھر رہا ہو۔ اتنی مجرمانہ غفلت شاید ہی کسی اور شعبے میں نظر آئے۔

اصل مجرم صرف دکاندار نہیں، اصل مجرم وہ ادارے ہیں جن کی ذمہ داری تھی کہ یہ دکانیں کبھی رہائشی علاقوں میں کھلنے ہی نہ پاتیں۔ اوگرا، سول ڈیفنس، ضلعی انتظامیہ اور میونسپل ادارے سب اپنی ناکامی کا جیتی جاگتی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ انہیں عوام کی جان سے کوئی غرض ہی نہیں، یا شاید انہوں نے آنکھیں بند کر لینے میں ہی عافیت سمجھ رکھی ہے۔ چھاپہ صرف اس وقت لگتا ہے جب میڈیا شور مچا دے، بصورتِ دیگر یہ ادارے فائلوں کے نیچے دبے پڑے خوابِ غفلت کے مزے لیتے رہتے ہیں۔

دھماکے اب معمول بن چکے ہیں۔ ہر چند روز بعد کسی نہ کسی محلے میں آگ بھڑکتی ہے، کسی کا گھر جل جاتا ہے، کسی معصوم کا جسم جھلس جاتا ہے۔ لوگوں کی زندگی بھر کی جمع پونجی لمحوں میں راکھ بن جاتی ہے مگر نظام کے ماتھے پر شکن تک نہیں پڑتی۔ یہ معاشرتی بے حسی کی بدترین مثال ہے کہ عوام تباہ ہو رہے ہیں اور ریاست خاموش ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے ہمارے حکمرانوں کے نزدیک شہریوں کی زندگی محض ایک عدد ہو، جس کے کم ہونے یا بڑھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

مزید افسوسناک بات یہ ہے کہ عوام بھی اپنی مجبوریوں کے سبب خطرہ مول لینے پر مجبور ہیں۔ وہ سستا سلنڈر دیکھ کر خرید لیتے ہیں، بغیر یہ دیکھے کہ وہ معیاری ہے بھی یا نہیں۔ غربت اور مہنگائی نے ایسی صورتحال پیدا کر دی ہے کہ لوگ اپنی جان کی قیمت پر بھی چند سو روپے بچانے پر مجبور ہیں۔ لیکن اس مجبوری کا فائدہ دکاندار اور ناقص سلنڈر بنانے والے بے حس عناصر خوب اٹھاتے ہیں۔

حکومت اگر واقعی چاہتی ہے کہ یہ سلسلہ ختم ہو تو سب سے پہلے رہائشی علاقوں میں سلنڈر کی دکانیں فوراً بند کی جائیں۔ ناقص سلنڈروں کی فروخت اور ریفلنگ کو سنگین جرم قرار دیا جائے، سخت سزائیں تجویز کی جائیں، اور ہر دکاندار کے لیے لازمی قرار دیا جائے کہ وہ تربیت یافتہ ہو، لائسنس یافتہ ہو، اور اس کی دکان میں معیاری حفاظتی آلات موجود ہوں۔ اس کے علاوہ سلنڈر کے پریشر ٹیسٹ، معیاری سٹیفکیٹ اور اس کی تاریخ کی باقاعدہ جانچ کا نظام بنایا جائے۔ جب تک قانون سخت نہیں ہوگا، اس پر عمل درآمد نہیں ہوگا، اور ذمہ داروں کو سزا نہیں ملے گی، تب تک یہ دھماکے ہوتے رہیں گے اور ہم ہر چند دن بعد ایک نئی تباہی کی خبر پڑھتے رہیں گے۔

آخر میں پھر واضح کرنا ضروری ہے کہ یہ مسئلہ کسی ایک دکان، ایک محلے یا ایک حادثے کا نہیں ہے۔ یہ پورے نظام کی ناکامی ہے۔ اگر ریاست نے اب بھی ہوش نہ کیا تو آنے والے دنوں میں ہمارا ہر محلّہ بارود خانہ سمجھا جائے گا۔ شہریوں کی جانیں اس بے حسی کی بھینٹ چڑھتی رہیں گی، اور ہمارے ادارے فائلیں ڈھونڈتے رہیں گے کہ آخر دھماکہ کہاں ہوا تھا۔

وقت ہے کہ حکومت لفظوں سے نہیں، عملی اقدامات سے ثابت کرے کہ عوام کی جان واقعی قیمتی ہے۔ ورنہ تاریخ ایک دن ضرور لکھے گی کہ یہاں دھماکے نہیں ہوتے تھے... یہاں دھماکے ''ہوتے رہتے تھے'' اور ریاست خاموش کھڑی تماشا دیکھتی تھی۔

پاکستان کی مقامی آٹو انڈسٹری کو شدید دباؤ کا سامنا

کنزیومر واچ رپورٹ

پاکستان کی مقامی آٹو انڈسٹری اس وقت شدید دباؤ کا سامنا کر رہی ہے، بھاری ٹیکسیشن، درآمدی پالیسیوں میں عدم توازن اور استعمال شدہ گاڑیوں کی بے لگام درآمد نے اس اہم صنعتی شعبے کو مشکلات کی گہری دلدل میں دھکیل دیا۔

یہ صورتحال اس لیے بھی تشویش ناک ہے کہ یہ شعبہ نہ صرف ملکی جی ڈی پی میں دو فیصد حصہ ڈالتا ہے بلکہ ہر سال بیرونِ ملک کام کرنے والے تربیت یافتہ پاکستانی ٹیکنیشنز کی بدولت 600 ملین ڈالر سے زائد زرمبادلہ بھی ملک بھیجتا ہے۔ مالی سال 2025ء میں انڈسٹری نے 700 ارب روپے سے زیادہ کے ٹیکس ادا کیے، جو اس کی اہمیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اسمبلی لائنوں پر ٹھہرتی ہوئی روبوٹکس، سست روی کا شکار پروڈکشن اور کم ہوتی ہوئی ورک فورس اس بحران کی کھلی تصویر پیش کرتی ہے۔

گاڑیاں بنانے والی کمپنیوں کا کہنا ہے کہ اگر حکومت ٹیکسیشن کو معقول سطح پر لے آئے اور استعمال شدہ گاڑیوں کی درآمدات کو منظم کرے تو پیداوار نہ صرف بحال ہو سکتی ہے بلکہ لاکھوں خاندانوں کا روزگار بھی محفوظ بنایا جاسکتا ہے۔

پاکستان اب ایشیا کا واحد آٹو مینوفیکچرنگ ملک بن گیا ہے جہاں استعمال شدہ گاڑیاں مقامی مارکیٹ میں نمایاں حصہ رکھتی ہیں، دسمبر 2024ء سے دسمبر 2025ء کے درمیان یہ حصہ مقامی فروخت کا تقریباً 25 فیصد رہا۔ دسمبر 2024ء سے اکتوبر 2025ء تک مرتب کردہ ڈیٹا سے معلوم ہوتا ہے کہ استعمال شدہ گاڑیوں کی درآمدات ایک بار پھر تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اس کے برعکس، خطے کے دیگر ممالک میں استعمال شدہ گاڑیوں کا حصہ انتہائی کم ہے اور بھارت میں یہ شرح تقریباً صفر ہے، ویتنام میں 0.3 فیصد اور تھائی لینڈ میں 1.2 فیصد ہے۔

صنعتی ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ پالیسی تضاد کو ظاہر کرتا ہے خطے کی دیگر معیشتوں نے آٹو ویلیو چین کو تحفظ دینے کے لیے استعمال شدہ گاڑیوں کی درآمد محدود کر رکھی ہے جبکہ پاکستان نے اس کے برعکس راستہ اختیار کیا، خصوصاً وزارتِ تجارت کے 30 ستمبر 2025ء کو جاری کردہ نوٹیفکیشن 1895 کے بعد جس کے تحت پانچ سال تک پرانی گاڑیوں کی درآمد کی اجازت مل گئی۔

اطلاعات کے مطابق جون 2026 کے بعد یہ حد مکمل طور پر ختم بھی ہوسکتی ہے جس سے پرانی گاڑیوں کی بڑی مقدار میں آمد کے امکانات بڑھ جائیں گے۔ پاکستان کا آٹو سیکٹر اس وقت تقریباً بارہ سو فیکٹریوں پر مشتمل ہے، 25 لاکھ سے زائد لوگوں کو روزگار فراہم کرتا ہے، حکومت کو سالانہ تقریباً پانچ سو ارب روپے ریونیو دیتا ہے اور اس میں تقریباً 5 ارب ڈالر کی غیر ملکی سرمایہ کاری موجود ہے۔

پاکستان ایسوسی ایشن آف آٹوموٹیو پارٹس اینڈ ایسیسریز مینوفیکچررز کے سینئر نائب چیئرمین شہریار قادر نے کہا کہ درآمد دوست پالیسیاں ایسے وقت میں صنعت کے حاصل شدہ فوائد کو کمزور کردیں گی جب صنعتی بحالی اور مقامی ساخت (لوکلائزیشن) کو ریاستی ترجیح قرار دیا جاچکا ہے، دسمبر 2024ء سے دسمبر 2025ء کے درمیان پاکستان میں درآمد کی گئی 45,758 گاڑیوں میں سے تقریباً 99 فیصد جاپان سے آئیں جو رائٹ ہینڈ ڈرائیو ہیں، باقی ممالک سے مقدار نہایت کم تھی، تھائی لینڈ سے 130 یونٹس، امریکا سے 55، جمیکا سے 49، جرمنی سے 47، آسٹریلیا سے 22، چین سے 20 اور صرف 5 گاڑیاں متحدہ عرب امارات سے درآمد ہوئیں۔

پاپام کے سابق چیئرمین عبدالرحمٰن عزیز کے مطابق اسٹیٹ بینک، ایف بی آر اور صوبائی ایکسائز ڈیپارٹمنٹس میں ہم آہنگی کا فقدان ہے اور ایسے معاملات سامنے آئے ہیں جہاں گاڑی ایک شخص کے نام پر درآمد تو ہوتی ہے مگر رجسٹریشن دوسرے کے نام پر کرائی جاتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ 99 فیصد استعمال شدہ گاڑیاں پورٹ سے سیدھی شورومز تک چلی جاتی ہیں کیونکہ کوئی ایسی

شرط نہیں رکھی گئی کہ برا؟مدگان کچھ عرصے ان گاڑیوں کو استعمال کریں اس طرح اوورسیز پاکستانیوں کو سہولت دینے کا مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے۔

صنعتی تخمینوں کے مطابق اس عرصے میں مقامی آٹو وینڈر انڈسٹری کو تقریباً 50 ارب روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا غیر ملکی زرِمبادلہ کھاتوں پر اثر بھی واضح ہے، مقامی مینوفیکچررز فی گاڑی تقریباً 10,138 ڈالر کی دستاویزی بینکنگ امپورٹس کرتے ہیں، جبکہ استعمال شدہ گاڑی درآمد کرنے والا طبقہ فی گاڑی تقریباً 14,010 ڈالر خرچ کرتا ہے جس کا بڑا حصہ غیر رسمی ذرائع سے آتا ہے، اگرچہ حکومت نئی آٹو پالیسی تشکیل دے رہی ہے جس کا مقصد مقامی پیداوار کو مستحکم کرنا ہے لیکن اسٹیک ہولڈرز اس بات پر منقسم ہیں کہ کیا لوکلائزیشن اس وقت ممکن ہوگی جب درآمدی گاڑیوں پر پالیسی نرم رہیا عداد و شمار بتاتے ہیں کہ پاکستان آٹو مینوفیکچرنگ ملکوں میں ایک منفرد بلکہ مخالف سمت اختیار کیے ہوئے ہے خواہ بات پالیسی کی ہو یا مارکیٹ کے نتائج کی۔

ماہرین اب یہ سوال اٹھا رہے ہیں کہ پالیسی سازوں کے سامنے اصل بحث یہ نہیں کہ درآمد ہونی چاہیے یا نہیں بلکہ یہ کہ درآمدات کا حجم کتنا ہو اور کیا موجودہ رجحان ملک کے صنعتی، روزگار اور مالی اہداف سے مطابقت رکھتا ہے۔

اس بارے میں کار امپورٹر و ڈیلر نوید مدثر کا کہنا ہے کہ اگر پانچ سال پرانی درآمد شدہ گاڑیوں کے غلط استعمال پر قابو پالیا جائے تو مقامی صنعت کو بحالی کا ایک مضبوط موقع مل سکتا ہے۔

سابق چیئرمین پاپام نبیل ہاشمی کا کہنا ہے کہ ٹیکسز کو ریشنلائز کر کے اور درآمدی نظام کو بہتر بنا کر آٹو انڈسٹری نہ صرف اپنی کھوئی ہوئی جگہ واپس حاصل کر سکتی ہے بلکہ مستقبل میں گاڑیاں برآمد کرنے کی صلاحیت بھی پیدا کرسکتی ہے، جس سے اربوں ڈالر کی نئی سرمایہ کاری اور روزگار کے بڑے مواقع سامنے آسکتے ہیں۔

ان کے مطابق اندرونی چیلنجز کے باوجود اس شعبے نے قومی خزانے میں 700 ارب روپے سے زائد ٹیکس دیا، مجموعی ریاستی ٹیکس آمدن میں چھ فیصد حصہ ڈالا اور ملک بھر میں 25 لاکھ سے زیادہ روزگار فراہم کیے تاہم کم ہوتی پیداوار، غیر یقینی پالیسیاں اور سرمایہ کاروں کی بڑھتی ہوئی تشویش صورتحال کو مزید حساس بنا رہی ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ ایک واضح، مضبوط اور طویل المدتی آٹو پالیسی ہی اس شعبے کے استحکام کی ضمانت بن سکتی ہے ایسی پالیسی نہ صرف مقامی مینوفیکچررز کو تحفظ دے گی بلکہ پاکستان کو عالمی مارکیٹ میں اپنی گاڑیاں متعارف کرانے کا موقع بھی فراہم کرسکتی ہے جو مستقبل میں اربوں ڈالر کا زرمبادلہ کما کر دے سکتی ہیں۔

صنعتی ماہرین کے مطابق آٹو انڈسٹری ملک کی معیشت کا اہم ستون ہے اور اس وقت حکومتی توجہ اور پالیسی کے تسلسل کی شدت سے منتظر ہیدرست سمت میں بروقت اقدامات نہ صرف اس شعبے میں نئی جان ڈال سکتے ہیں بلکہ ملکی معیشت کے پہیوں کو بھی پوری رفتار سے گھما سکتے ہیں۔

دوسری جانب وزارتِ صنعت و پیداوار کے حکام کا کہنا ہے کہ استعمال شدہ گاڑیوں کی درآمد کا غلط استعمال روکنے کیلئے ریگولیشن سخت کیے جارہے ہیں اور عالمی معیار کے مطابق اسٹینڈرڈ طے کیے جارہے ہیں اسکے علاوہ درآمدی گاڑی کی فروخت کیلئے بھی میعاد طے کی جارہی ہے جس کے تحت درآمد کنندہ حکومت کی مقرر کردہ میعاد سے قبل گاڑی فروخت نہیں کرسکے گا اور اگر میعاد سے پہلے فروخت کی جائے گی تو اس پر معیاری شرح کے حساب سے ڈیوٹی لاگو ہوگی۔

حکام کے مطابق جہاں تک آٹو مینوفیکچررز اور پارٹس وایسیسریز مینوفیکچررز کے تحفظات کا تعلق ہے تو اس حوالے سے اسٹیک ہولڈرز کی مشاورت سے نئی آٹو پالیسی میں اقدامات اٹھائے جارہے ہیں، نئی آٹو پالیسی تیار ہوچکی ہے جلد وزیراعظم کو اس کے بارے میں بریفنگ دی جائے گی، آٹو انڈسٹریز کیلئے ٹیکسیشن اور ٹیرف سے متعلق آئی ایم ایف کوا?ن بورڈ لیا جائے گا اس کے بعد نئی آٹو پالیسی جاری کردی جائے گی۔

حکام کے مطابق اس آٹو پالیسی میں آٹو مینوفیکچررز، پاپام سمیت دیگر انڈسٹریز کے ٹیکسیشن اور ٹیرف سمیت دیگر ایشوز حل ہو جائیں گے ان کا کہنا تھا کہ نئی آٹو پالیسی اسٹیک ہولڈرز کی مشاورت سے تیار کی گئی ہے اس کے لیے جو کمیٹیاں قائم کی گئی تھیں ان میں آٹو سیکٹر کے نمائندے شریک تھے ان کی مشاورت سے تجاویز کو حتمی شکل دی گئی ہے نئی آٹو پالیسی سے ملک میں آٹو انڈسٹری کو فروغ ملے گا اوران کے مسائل حل ہوں گے۔

خلیجی ممالک سے اقتصادی تعاون کا نیا دور
پاکستان کے لیے مواقع اور چیلنجز

کنزیومر واچ رپورٹ

پاکستان کی معیشت اس وقت جس نہج پر کھڑی ہے، وہاں بیرونی سرمایہ کاری، خطے کے اہم ممالک کے ساتھ تجارت اور ٹیکنالوجی تعاون کی نئی راہیں ملکی مستقبل کا رخ متعین کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ وفاقی وزیرِ خزانہ محمد اورنگزیب کا حالیہ خطاب اور قطر سمیت خلیجی ممالک کے ساتھ بڑھتے ہوئے تعلقات اس حقیقت کی جانب اشارہ کرتے ہیں کہ پاکستان خطے کے اندر معاشی سرگرمیوں کا فعال حصہ بننے کی بھرپور کوشش کر رہا ہے۔ وزیر خزانہ نے دوحہ فورم میں پاکستان کی معاشی سمت، اصلاحات اور مستقبل کے امکانات کا جو خاکہ

سامنے رکھا، وہ نہ صرف بلند ہوتے ہوئے سفارتی تعاون کو ظاہر کرتا ہے بلکہ پاکستان کی تجارتی حکمتِ عملی میں واضح تبدیلی کا عندیہ بھی دیتا ہے۔

وزیر خزانہ کے مطابق پاکستان اور خلیجی تعاون کونسل (جی سی سی) کے درمیان فری ٹریڈ اگریمنٹ (FTA) پہلے سے موجود ہے، اور اس پر پیش رفت کو مزید تیز کیا جا رہا ہے۔ پاکستان نے ماضی میں خلیجی دنیا کے ساتھ تجارت کی جس رفتار سے کوشش کی، وہ عالمی سطح کے نئے معاشی تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں تھی۔ تاہم موجودہ حکومت نے واضح طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ خلیجی ممالک کے ساتھ اقتصادی اور تجارتی شراکت داری کو نئی بنیادوں پر استوار کیا جائے۔ یہ خطہ پاکستان کے لیے نہایت اہم ہے کیونکہ قطر، سعودی عرب، یو اے ای، عمان اور بحرین نہ صرف پاکستان کے اہم سفارتی شراکت دار ہیں بلکہ لاکھوں پاکستانیوں کا مستقبل بھی انہی ملکوں سے وابستہ ہے۔

قطر نے پاکستان کے ساتھ "برادر ملک" کی بنیاد پر نئی کثیرالجہتی شراکت داری کا اعلان کیا

ہے۔ یہ اعلان محض سفارتی الفاظ نہیں بلکہ مستقبل کی اقتصادی حکمتِ عملی کا مرکزی نقطہ بن سکتا ہے۔ قطر کی توانائی، ایل این جی اور ٹیکنالوجی سرمایہ کاری نے ہمیشہ پاکستان کے لیے اہم کردار ادا کیا ہے، اور اب ایف ٹی اے کی پیش رفت تیز کرنے کا فیصلہ دونوں ممالک کے درمیان تجارت کو نئی بلندیوں تک لے جا سکتا ہے۔

آئی ٹی اور ٹیکنالوجی برآمدات، نیا اقتصادی ستون

پاکستان کی آئی ٹی اور ٹیکنالوجی برآمدات کے 4 ارب ڈالر تک پہنچنے کی توقع نہ صرف معاشی بحالی کی علامت ہے بلکہ اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ پاکستان کے نوجوان عالمی ڈیجیٹل معیشت میں تیزی سے قدم جما رہے ہیں۔ وزیر خزانہ نے اس بات کی بھی تصدیق کی کہ پاکستان کے نوجوانوں کے لیے آرٹیفیشل انٹیلی جنس، بلاک چین، مائننگ، کوڈنگ اور ایڈوانس ڈیجیٹل اسکلز کے شعبوں میں عالمی مواقع موجود ہیں۔

یہ حقیقت خوش آئند ہے کہ امریکا کے ساتھ پاکستان مائننگ، منرلز، اے آئی اور بلاک چین جیسے مستقبل کے شعبوں میں تعاون بڑھا رہا ہے۔ اگر اس تعاون کو تکنیکی تربیت، ایکسپورٹ پالیسی اور تحقیق وجدت کے تحت مزید مضبوط بنایا جائے تو پاکستان نہ صرف اپنی آئی ٹی ایکسپورٹس کو بڑھا سکتا ہے بلکہ نئے روزگار کے ہزاروں مواقع بھی پیدا کر سکتا ہے۔

ٹیکسٹائل پر امریکی ٹیرف میں ریلیف، ایک اہم پیش رفت

وزیر خزانہ نے یہ بھی بتایا کہ امریکا سے 19 فیصد ٹیکسٹائل ٹیرف میں ریلیف حاصل کر لیا گیا ہے۔ یہ اقدام ایک ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب پاکستان کی ٹیکسٹائل صنعت خطے کے دوسرے ممالک کے مقابلے میں پہلے ہی دباؤ کا شکار ہے۔ ٹیکسٹائل ٹیرف میں رعایت کا مطلب ہے کہ پاکستانی مصنوعات اب عالمی مارکیٹ میں زیادہ مقابلے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ اس سے نہ صرف برآمدات میں اضافہ ممکن ہے بلکہ روزگار میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے۔

معاشی اشاریے، مثبت مگر چیلنجنگ

محمد اورنگزیب کے مطابق پرائمری بیلنس اور کرنٹ اکاؤنٹ دونوں سرپلس میں آ چکے ہیں، جسے بین الاقوامی مالیاتی ادارے پاکستان کے درست معاشی راستے کی علامت سمجھ رہے ہیں۔ آئی ایم ایف نے پاکستان کے اقدامات کو تسلی بخش قرار دیتے ہوئے 1.3 ارب ڈالر کا ریزیلیئنس اینڈ سسٹین ایبلٹی قرض بھی منظور کیا ہے، جو کہ کلائمیٹ ایمرجنسی اور معاشی اصلاحات کے لیے اہم معاونت ہے۔

تاہم چیلنجز اپنی جگہ موجود ہیں، اور وزیر خزانہ نے خود تسلیم کیا کہ رواں سال کے تباہ کن سیلاب نے پاکستان کی جی ڈی پی میں کم از کم 0.5 فیصد کمی کا خطرہ پیدا کیا ہے۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک کے لیے موسمیاتی تباہ کاریاں ہر سال معاشی بوجھ میں اضافہ کر رہی ہیں، اور اسی لیے ہنگامی کلائمیٹ فنانسنگ کی ضرورت بڑھ رہی ہے۔

سی پیک کا نیا مرحلہ، حکومتی سطح سے کاروباری تعاون تک

سی پیک فیز 2.0 میں چین کے ساتھ شراکت داری کا رخ حکومتی معاہدوں سے بزنس-ٹو-بزنس تعاون کی طرف جا رہا ہے۔ اس تبدیلی کا

مقصد نجی شعبے کو سرمایہ کاری کے زیادہ مواقع فراہم کرنا ہے۔ اگر یہ حکمت عملی کامیابی سے آگے بڑھتی ہے تو زراعت، صنعت، ڈیجیٹل معیشت اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں پاکستان کے لیے نئے بازار کھل سکتے ہیں۔

پاکستان کا مستقبل، سمت درست مگر رفتار بڑھانے کی ضرورت

خلیجی ممالک کے ساتھ تجارت کے نئے دور کا آغاز پاکستان کے لیے امکانات کے دروازے کھولتا ہے، لیکن ان مواقع کو حقیقی معاشی فائدے میں بدلنے کے لیے پالیسی تسلسل، شفافیت، سیاسی استحکام اور نجی شعبے کی شمولیت ضروری ہے۔ قطر ہو یا سعودی عرب، یو اے ای ہو یا امریکہ دنیا پاکستان سے مضبوط اقتصادی بھرتی کی امید رکھتی ہے۔ اب ذمہ داری حکومت پر ہے کہ وہ ان مواقع کو ضائع نہ ہونے دے۔

پاکستان کے لیے اصل کامیابی تب ممکن ہے جب ٹیکنالوجی، برآمدات، توانائی تعاون، ٹیکس اصلاحات، اور کاروباری سہولت کاری کو ایک مربوط حکمتِ عملی کے تحت آگے بڑھایا جائے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو خلیجی دنیا کے ساتھ یہ نیا تجارتی دور نہ صرف پاکستان کی اقتصادی بحالی بلکہ معاشی خودمختاری کی بنیاد بھی بن سکتا ہے۔

پاکستان، ترکیہ توانائی تعاون

نئے معاہدوں سے مستقبل کی اقتصادی جہتیں

کنزیومرواچ نیوز

پاکستان اور ترکیہ نے توانائی، پیٹرولیم اور معدنیات کے شعبوں میں ایک نئے دور کے آغاز کی طرف قدم بڑھایا ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان منگل کو تیل و گیس کی تلاش کے لیے 5 مفاہمتی یادداشتوں (MoUs) اور تفویضِ حقوق کی اہم دستاویزات پر دستخط کیے گئے، جو نہ صرف دوطرفہ تعلقات کی مضبوطی کی علامت ہیں بلکہ پاکستان کی توانائی اور معدنیات کی پالیسی میں ایک نئے باب کا آغاز بھی ہیں۔ یہ پیش رفت ایسے وقت میں سامنے آئی ہے جب پاکستان کو اپنی بڑھتی ہوئی توانائی ضروریات پوری کرنے، درآمدی ایندھن پر انحصار کم کرنے اور مقامی وسائل کے بہتر استعمال کی شدید ضرورت ہے۔

اعلیٰ سطحی ملاقاتیں اور مشترکہ وژن

ترک وزیرِ توانائی و قدرتی وسائل الپ ارسلان بائرقدار کی سربراہی میں ایک اعلیٰ سطحی وفد نے پاکستان کا دورہ کیا، جس کے دوران وزیرِاعظم شہباز شریف، آرمی چیف فیلڈ مارشل عاصم منیر، وزیرِ پیٹرولیم علی پرویز ملک اور وزیرِ توانائی اویس لغاری سے تفصیلی ملاقاتیں ہوئیں۔

ان ملاقاتوں میں نہ صرف موجودہ توانائی ڈھانچے کا جائزہ لیا گیا بلکہ دونوں ممالک نے مستقبل کی شراکت داری کو وسیع کرنے کے لیے عملی حکمت عملی پر بھی اتفاق کیا۔ وزیرِاعظم شہباز شریف نے تقریب میں شرکت کے دوران کہا کہ پاکستان اور ترکیہ کے تاریخی اور برادرانہ تعلقات نئی بلندیوں کو چھو رہے ہیں، اور توانائی کے میدان میں تازہ معاہدے اس سفر کا اہم سنگِ میل ہیں۔

کنسیشن معاہدے اور نئے بلاکس

تقریب کے دوران کئی اہم بلاکس کے لیے کنسیشن معاہدے اور حقوق کی تفویض کی دستاویزات کا تبادلہ کیا گیا جن میں:

ایسٹرن آف شور انڈس سی بلاک

زیارت نارتھ بلاک

سکھپور، ٹو بلاک

ڈیپ سی بلاک

آف شور ڈیپ ایف بلاک

یہ معاہدے نہ صرف ترک پیٹرولیم کی پاکستان میں موجودگی کو مضبوط بنائیں گے بلکہ پاکستان کے وسیع آن شور اور آف شور وسائل سے ممکنہ پیداوار میں بھی اضافہ کریں گے۔ پاکستان خاص طور پر آف شور پوٹینشل کو بروئے کار لانے میں دلچسپی رکھتا ہے، جہاں ماضی میں متعدد بین الاقوامی کمپنیوں نے کام کیا مگر کامیابی محدود رہی۔ ترک سرمایہ کاری اس سمت میں نئی امید پیدا کرتی ہے۔

تجارت کے ہدف اور توانائی تعاون کا کردار

سال 2022 میں وزیرِاعظم شہباز شریف اور ترک صدر رجب طیب اردوان نے دوطرفہ تجارت کو تین سال میں 1.1 ارب ڈالر سے بڑھا کر 5 ارب ڈالر تک پہنچانے کا ہدف طے کیا تھا، تاہم 2024 میں یہ تجارت 1.4 ارب ڈالر تک پہنچی ہے۔

ترک وزیرِ توانائی نے واضح کیا کہ معدنیات اور توانائی کا اشتراک اس ہدف کے حصول میں بنیادی کردار ادا کرے گا۔ انہوں نے پاکستان کی معدنی صلاحیت کو عالمی سطح پر نمایاں قرار دیتے ہوئے کہا کہ ترکیہ پاکستان میں طویل المدتی شراکت داری کا خواہاں ہے۔ اسی لیے وہ اپنے ساتھ ایک ترک مائننگ کمپنی بھی لائے، جو اس شعبے میں ترکیہ کی عملی دلچسپی کا مظہر ہے۔

ٹیکنالوجی شراکت داری اور نئے مواقع

ماڑی انرجیز، او جی ڈی سی ایل اور پی پی ایل کے سربراہان نے ترک وفد کو شیل گیس، ٹائٹ گیس اور سخت چٹانی ذخائر کی ٹیکنالوجی کے حوالے سے ممکنہ تعاون پر بریفنگ دی۔ پاکستان کے پاس شیل گیس کے وسیع ذخائر موجود ہیں مگر ٹیکنالوجی کے فقدان، بھاری سرمایہ کاری اور بین الاقوامی مہارت کی کمی کے باعث ابھی تک ان وسائل کو بروئے کار نہیں لایا جا سکا۔ ترک کمپنیوں کی شمولیت پاکستان کے لیے گیم چینجر ثابت ہو سکتی ہے۔

اسی طرح ٹیکنالوجی پارٹنرشپس کے ذریعے کان کنی کے شعبے میں بھی مشترکہ منصوبے متوقع ہیں۔ بلوچستان اور خیبر پختونخوا کے مختلف اضلاع میں موجود معدنی وسائل جیسے تانبہ، سونا، کرومائٹ، لیتھیم اور دیگر قیمتی دھاتیں عالمی سرمایہ کاری کے منتظر ہیں۔ ترک سرمایہ کاروں کا اس شعبے میں داخلہ پاکستان کی معیشت کو نئی جہت دے سکتا ہے۔

ترک پیٹرولیم کا پاکستان آفس اور تجارتی مشترکہ کمپنی

ترک پیٹرولیم نے اعلان کیا کہ وہ دسمبر ہی میں اسلام آباد میں اپنا دفتر کھول رہے ہیں جہاں 10 ترک ماہرین مقامی اسٹاف کے ساتھ مل کر کام کریں گے۔

یہ پیش رفت پاکستان میں براہِ راست ترک فیلڈ آپریشنز اور ریئل ٹائم کوآرڈینیشن کو ممکن بنائے گی۔ مزید یہ کہ دونوں ممالک نے پیٹرولیم مصنوعات کی خریداری کے لیے ایک مشترکہ تجارتی کمپنی قائم کرنے کے تصور پر بھی اتفاق کیا ہے۔ ایسی کمپنی نہ صرف دونوں ممالک کے درمیان ڈائریکٹ ٹریڈ کو بڑھائے گی بلکہ عالمی قیمتوں کے اتار چڑھاؤ سے بہتر انداز میں نمٹنے میں بھی مددگار ثابت ہوگی۔

توانائی انفرااسٹرکچر اور ڈسکوز نجکاری

توانائی کے شعبے میں نجی سرمایہ کاری بڑھانے کے لیے وزیرِ توانائی اویس لغاری نے ترک سرمایہ کاروں کو بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں (ڈسکوز) کی نجکاری کے پہلے مرحلے میں حصہ لینے کی دعوت دی۔ پاکستان میں بجلی کے ترسیلی اور تقسیمی ڈھانچے کو برسوں سے بہتری کی ضرورت ہے، اور ترک کمپنیوں کے پاس اس شعبے میں وسیع تجربہ موجود ہے۔ اگر ترک سرمایہ کار ڈسکوز میں داخل ہوتے ہیں تو اس سے پاکستان کے کمزور ترسیلی نظام میں بہتری آنے کی امید ہے۔

معاشی و جغرافیائی اہمیت

ترکیہ اور پاکستان نہ صرف دو برادر ملک ہیں بلکہ علاقائی تعاون کی وسیع گنجائش رکھنے والے فریق بھی ہیں۔ پاکستان، وسطی ایشیا تک رسائی کے لیے ترکیہ کے لیے تجارتی گیٹ وے بن سکتا ہے جبکہ ترکیہ پاکستان کو یورپ اور مغربی ایشیا کی توانائی مارکیٹس تک رسائی فراہم کر سکتا ہے۔

عالمی سطح پر توانائی کی تیزی سے بدلتی ہوئی صورتحال، جغرافیائی تناؤ اور نئی تجارتی راہداریوں کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے یہ تعاون دونوں ملکوں کے لیے اسٹریٹیجک حیثیت رکھتا ہے۔

چیلنجز بھی موجود

اگرچہ نئی مفاہمتی یادداشتیں اور معاہدے امید افزا ہیں، لیکن حقیقی کامیابی کے لیے چند چیلنجز کا حل ضروری ہے:

پاکستان کا غیر مستحکم ریگولیٹری ماحول

طویل المدتی پالیسیوں میں تسلسل کی کمی

سیکٹرل گردشی قرضہ

سرمایہ کاروں کو درپیش مالیاتی اور سیکیورٹی چیلنجز

ٹیکنالوجی اور انسانی وسائل کا خلا

ترکیہ جیسے تجربہ کار شراکت دار کی شمولیت ان چیلنجز سے نمٹنے میں مدد دے سکتی ہے بشرطیکہ دونوں ممالک مشترکہ پلاننگ اور مؤثر گورننس پر توجہ دیں۔

پاکستان اور ترکیہ کے درمیان توانائی، پیٹرولیم اور معدنیات کے شعبوں میں حالیہ معاہدے نہ صرف دوطرفہ تعلقات میں نئی جان ڈالنے کے مترادف ہیں بلکہ پاکستان کی معاشی بحالی اور توانائی خود کفالت کی جانب ایک اہم قدم بھی ہیں۔ یہ پیش رفت پاکستان کے لیے نئی سرمایہ کاری، جدید ٹیکنالوجی، روزگار کے مواقع اور مستحکم توانائی فراہمی کا راستہ کھول سکتی ہے۔

اگر دونوں ممالک حقیقی معنوں میں ان ایم او یوز کو عملی جامہ پہناتے ہیں تو آنے والے برسوں میں پاکستان ترکیہ توانائی تعاون خطے میں ایک ماڈل کی حیثیت اختیار کر سکتا ہے، جس سے نہ صرف تجارت بڑھے گی بلکہ پاکستان کے توانائی بحران کے خاتمے میں بھی مدد ملے گی۔

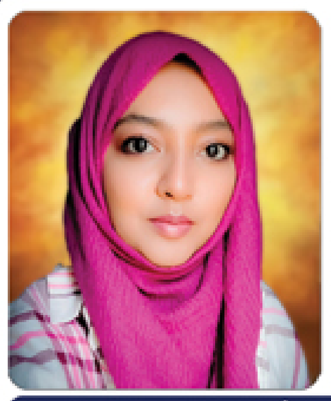

جہانِ امریکا

حمیرا گُل تشنہ

کرسمس کا تاریخی منظر اور امریکہ میں اس کی تیاریاں

کرسمس کا تہوار درحقیقت ایک تاریخی اور ثقافتی ارتقائ کا نتیجہ ہے جس کی جڑیں قبل از مسیح دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ 25 دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے طور پر منایا جاتا ہے، لیکن تاریخی طور پر اس تاریخ کی تصدیق نہیں ہوسکی۔ مؤرخین کے مطابق، یہ تاریخ قدیم رومی تہوار "ساتورنالیا" (17-23 دسمبر) اور "دیوس الیسو" (25 دسمبر) سے متاثر ہے، جو سردیوں کے انقلاب (SolsticeWinter) کے موقع پر منائے جاتے تھے۔

چوتھی صدی عیسوی میں، جب رومی سلطنت نے عیسائیت قبول کی، تو کلیسیا نے 25 دسمبر کو حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے طور پر مقرر کیا تاکہ قدیم بت پرست تہواروں کو عیسائی رنگ دے کر مقبول بنایا جا سکے۔ اس طرح کرسمس نے عیسائی عقیدے اور مقامی ثقافتی روایات کا امتزاج بن گیا۔ قرونِ وسطیٰ کے دوران کرسمس یورپ میں ایک اہم تہوار بن گیا، جس میں کلیسیائی تقریبات کے ساتھ ساتھ عوامی جشن، ناچ گانا اور ضیافت شامل تھی۔ کرسمس درخت کی روایت کا آغاز جدید دور میں جرمنی سے ہوا، جسے بعد میں ملکہ وکٹوریا کے دور میں برطانیہ نے مقبول بنایا۔

امریکہ میں کرسمس کی تاریخ کچھ پیچیدہ رہی ہے۔ پلیماؤت کالونی کے پہلے گورنر ولیم بریڈفورڈ کے ریکارڈ کے مطابق، 1620 میں آنے والے پہلے تارکین وطن نے کرسمس منانے سے انکار کر دیا تھا، کیونکہ ان کے خیال میں اس میں غیر مذہبی عناصر شامل تھے۔ پروٹسٹنٹ اصلاحات کے اثرات کے تحت، ابتدائی امریکی نوآبادیات میں کرسمس کو اکثر بت پرستی سمجھا جاتا تھا۔

انگریزی مصنف چارلس ڈکنز کے ناول "آ کرسمس کیرول" (1843) نے امریکہ میں کرسمس کے جدید تصور کی بنیاد رکھی۔ اس ناول نے کرسمس کو خاندانی محبت، ہمدردی اور سخاوت کے تہوار کے طور پر پیش کیا۔ اسی دور میں سانتا کلاز کا موجودہ روپ تھامس ناسٹ نامی کاریکٹر آرٹسٹ کے کاموں سے متعارف ہوا، جس نے امریکی میگزینز میں سانتا کی تصاویر بنائیں۔

19 ویں صدی کے آخر تک، کرسمس امریکہ میں قومی تہوار بن چکا تھا۔ 1870 میں صدر الیسیس ایس گرانٹ نے کرسمس کو وفاقی تعطیل قرار دیا۔ امریکہ میں کرسمس کی تیاریوں کے کئی مراحل ہیں

1) تھینکس گیونگ کے فوراً بعد ہی امریکہ میں کرسمس کی تیاریوں کا باقاعدہ آغاز ہو جاتا ہے۔ بلیک فرائیڈے (نومبر کے آخری جمعہ) سے خریداری کا سیزن شروع ہوتا ہے۔ اس دن دکانیں صبح 5 بجے یا اس سے بھی پہلے کھلتی ہیں اور خریدار رعایتیں حاصل کرنے کے لیے قطاروں میں لگ جاتے ہیں۔

2) امریکی گھروں میں کرسمس کی سجاوٹ ایک اہم رسم ہے۔ کرسمس درخت سجانا سب سے اہم عنصر ہے۔ اصل یا مصنوعی درخت کو رنگین بلبوں، گیندوں، پاپ کارن کی مالاؤں، اور چمکتے ہوئے زیورات سے سجایا جاتا ہے۔ درخت کی چوٹی پر عام طور پر ایک فرشتہ یا ستارہ رکھا جاتا ہے، جو بیت اللحم میں ظاہر ہونے والے ستارے کی علامت ہے۔

گھر کے باہر روشنیوں اور سجاوٹ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بعض گھرانے ہزاروں روشنیاں لگاتے ہیں اور پیچیدہ ڈیزائن تیار کرتے ہیں۔ امریکہ کے بڑے شہروں میں روشنیوں کے میلے بھی منعقد ہوتے ہیں، جیسے نیویارک کے راکیفیلر سینٹر کا کرسمس درخت روشن کرنے کی تقریب۔

3) کرسمس سے پہلے کا مہینہ خریداری کا سیزن ہوتا ہے۔ امریکی اپنے پیاروں کے لیے تحفے خریدنے میں خاصی رقم خرچ کرتے ہیں۔ آن لائن خریداری کے رجحان کے باوجود، مالز اور مارکیٹوں میں رش برقرار رہتا ہے۔ تحفوں کو خوبصورت کاغذ میں لپیٹ کر درخت کے نیچے رکھا جاتا ہے۔

4) کرسمس کے کھانے میں خطے کے لحاظ سے تنوع ہوتا ہے۔ عمومی طور پر ٹرکی، ہیم، یا روسٹ بیف مرکزی پکوان ہوتا ہے۔ ساتھ میں میشڈ آلو، سبزیاں، کرینبیری ساس، اور روٹی پیش کی جاتی ہیں۔ مٹھائیوں میں پائی، کوکیز، اور کیک شامل ہیں۔ ایگ نوگ (دودھ، انڈے اور رس بھری کا مشروب) روایتی کرسمس ڈرنک ہے۔

5) کرسمس کی اصل روح مذہبی رسومات میں پنہاں ہے۔ گرجاؤں میں خصوصی عبادات ہوتی ہیں۔ کرسمس کیرول (مذہبی گیت) گائے جاتے ہیں۔ سانتا کلاز سے ملاقات بچوں کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ ایڈوینٹ کیلنڈر (دسمبر کے پہلے دن سے 25 تاریخ تک والا کیلنڈر) بچوں میں خاصا مقبول ہے، جس میں ہر روز ایک چھوٹا سا تحفہ یا مٹھائی کھولنے کو ملتی ہے۔

6) کرسمس کا موسم رضاکارانہ کاموں کا بھی ہوتا ہے۔ امریکی غذائی بینکوں، پناہ گاہوں، اور خیراتی اداروں کی مدد کرتے ہیں۔ "اینجل ٹری" جیسی مہمات کے ذریعے ضرورت مند بچوں کے لیے تحفے خریدنے کی روایت عام ہے۔ دوسری طرف دیکھا جائے تو امریکہ کے مختلف خطوں میں کرسمس کی روایات میں تنوع پایا جاتا ہے۔

- نیو انگلینڈ میں برف باری کے ساتھ روایتی کرسمس
- جنوبی ریاستوں میں گرم موسم میں گھروں کی سجاوٹ
- ہوائی میں "میلی کلیمکا" (مقامی اور کرسمس روایات کا امتزاج)
- لاس اینجلس میں سمندری کنارے کرسمس پارٹیاں

آج کل ماحول دوست کرسمس کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ لوگ قابل تجدید سجاوٹی مواد استعمال کرتے ہیں۔ ورچوئل کارڈز نے کاغذی کارڈز کی جگہ لینی شروع کر دی ہے۔ سماجی میڈیا پر کرسمس کی تیاریوں کی تصاویر شیئر کرنا بھی جدید روایت بن گیا ہے۔

کرسمس کی تاریخ دراصل ثقافتی ارتقاء [illegible] کی داستان ہے، جس نے بت پرستی، عیسائیت، اور جدید سرمایہ داری نظام کے مراحل طے کیے ہیں۔ امریکہ میں یہ تہوار ایک قومی ثقافتی Phenomenon بن گیا ہے جو مذہبی عقیدے سے آگے بڑھ کر سماجی یکجہتی، خاندانی اتحاد، اور معاشی سرگرمی کا ذریعہ بن چکا ہے۔ اس تہوار کی تیاریوں کے مراحل امریکی معاشرے کی رنگارنگی، تخلیقی صلاحیت، اور سماجی ہم آہنگی کی عکاسی کرتے ہیں۔

تاریخی ارتقاء کے باوجود، کرسمس کی بنیادی روح محبت، ہمدردی، اور انسانی بھائی چارہ، آج بھی قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ تہوار صدیوں سے انسانی دل پر حکمرانی کرتا آیا ہے اور مستقبل میں بھی کرتا رہے گا۔

Over 195K Followers on social media now shining in print too

کنزیومر واچ رپورٹ

موجودہ مالی سال کے آغاز سے پاکستان کی خدمات کی برآمدات ایک نمایاں اور مستقل اضافہ

میں مسلسل اضافہ دیکھا گیا، جس نے پاکستان کی مجموعی خدمات کی برآمدات کو سہارا دیا۔ سافٹ ویئر ڈیولپمنٹ، بی پی او سروسز، ڈیجیٹل کنسلٹنگ، ای آئی ٹی سلوشنز، کلاؤڈ سروسز اور فری لانسنگ کی

لاگتوں میں اتار چڑھاؤ: خطے میں جغرافیائی بے یقینی، تیل کی قیمتوں اور بین الاقوامی لوجسٹکس کے دباؤ نے پاکستان کی ٹرانسپورٹ سروسز کو متاثر کیا۔

ملکی لاجسٹک سیکٹر کی ساختی کمزوریاں: جدید شپنگ،

نہیں، مگر قابل ذکر ہے کیونکہ یہ پاکستان کی بین الاقوامی سفری خدمات اور محدود سطح پر سیاحتی سرگرمیوں کی بہتری کی جانب اشارہ کرتا ہے۔

خدمات کی درآمدات — مسلسل دباؤ اور

پاکستان کی خدمات کی برآمدات میں مسلسل اضافہ

آئی ٹی سیکٹر کی شاندار کارکردگی اور درآمدات کے دباؤ کا تجزیہ

دکھا رہی ہیں، جو معاشی محاذ پر نسبتاً مثبت پیش رفت تصور کی جا رہی ہے۔ ادارہ شماریات پاکستان اور اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار کے مطابق مالی سال 2026 کے پہلے چار ماہ (جولائی تا اکتوبر) میں خدمات کی برآمدات 15.95 فیصد کے نمایاں اضافے کے ساتھ 3.034 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جو کہ پچھلے مالی سال کے اسی عرصے میں 2.617 ارب ڈالر تھیں۔ روپے کے لحاظ سے یہ نمو اور بھی زیادہ نمایاں رہی، جو 17.67 فیصد بڑھ کر 856.799 ارب روپے تک جا پہنچی۔ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدمات کے شعبے میں اضافہ کسی ایک ماہ تک محدود نہیں رہا بلکہ جولائی سے اکتوبر تک چاروں مہینوں میں یہ اوپر کی طرف بڑھتا ہوا رجحان برقرار رہا۔ جولائی میں 18.27 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا، اگست میں رفتار قدرے کم ہو کر 8.41 فیصد رہی، ستمبر میں دوبارہ اضافہ 14.85 فیصد تک پہنچا، جبکہ اکتوبر میں خدمات کی برآمدات 17.61 فیصد کی شاندار نمو کے ساتھ 82 کروڑ 50 لاکھ 98 ہزار ڈالر تک پہنچ گئیں۔

آئی ٹی اور ٹیلی کمیونی کیشن سیکٹر، ترقی کا مرکزی انجن

پاکستان کی خدمات کی برآمدات میں جس شعبے نے سب سے زیادہ کردار ادا کیا، وہ ٹیلی کمیونی کیشن، کمپیوٹر اور انفارمیشن سروسز یعنی آئی ٹی سیکٹر ہے۔ اسٹیٹ بینک کے مطابق اس شعبے کی برآمدات 19.55 فیصد بڑھ کر 1.443 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جو گزشتہ سال 1.207 ارب ڈالر تھیں۔ یہ اضافہ نہ صرف عالمی آئی ٹی مارکیٹ میں پاکستانی کمپنیوں کے بڑھتے ہوئے کردار کا مظہر ہے بلکہ ملکی نوجوانوں کی تکنیکی مہارتوں، فری لانسنگ اور سافٹ ویئر ایکسپورٹ میں بڑھتی ہوئی دلچسپی بھی اس کے پیچھے کارفرما ہے۔

خصوصاً فروری 2024 سے آئی ٹی خدمات کی مانگ

بڑھتی ہوئی عالمی مانگ پاکستانی آئی ٹی کمپنیوں کے لیے نئے مواقع پیدا کر رہی ہے۔

دیگر کاروباری خدمات میں سالانہ مضبوط اضافہ

خدمات کی برآمدات میں دوسرا اہم کردار بزنس سروسز کا رہا، جن میں قانونی خدمات، انجینئرنگ، تحقیقی خدمات، تکنیکی معاونت، مالیاتی حل اور کاروباری مشاورت شامل ہیں۔ اس شعبے کی برآمدات 20.86 فیصد بڑھ کر 64 کروڑ 30 لاکھ ڈالر ہو گئیں، جو گزشتہ مالی سال 53 کروڑ 20 لاکھ ڈالر تھیں۔

یہ اضافہ اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ پاکستان کی خدماتی معیشت زیادہ متنوع ہو رہی ہے، اور کاروباری دنیا میں پاکستانی کمپنیوں کی نگرانی، آؤٹ سورسنگ اور معاونتی کردار میں اضافہ ہو رہا ہے۔

ٹرانسپورٹ خدمات میں کمی، معاشی دباؤ کی نشاندہی

اگرچہ مجموعی تصویر مثبت ہے، تاہم کچھ شعبوں میں رکاوٹیں بھی سامنے آ رہی ہیں۔ ٹرانسپورٹ خدمات کی برآمدات میں 3.88 فیصد کمی دیکھی گئی، جو پچھلے سال 28 کروڑ 30 لاکھ ڈالر کے مقابلے میں اس سال 27 کروڑ 20 لاکھ ڈالر رہیں۔

یہ کمی دو اہم پہلوؤں کی عکاسی کرتی ہے:

عالمی سطح پر شپنگ اخراجات اور لاجسٹک

ٹرکنگ اور ایوی ایشن سروسز کے فقدان نے بھی اس شعبے کی مسابقت کو

محدود کیا۔

سفری خدمات میں بہتری، سیاحت کی بحالی کے اشارے

سفری خدمات کی برآمدات 7.07 فیصد بڑھ کر 24 کروڑ 20 لاکھ ڈالر تک پہنچ گئیں، جو گزشتہ سال 22 کروڑ 60 لاکھ ڈالر تھیں۔ یہ اضافہ اگرچہ بہت زیادہ

بڑھتا تجارتی خسارہ

ایک طرف خدمات کی برآمدات بڑھ رہی ہیں، تو دوسری جانب درآمدات میں نمایاں اضافہ تجارتی خسارے کو اوپر کی طرف دھکیل رہا ہے۔ پہلے 4 ماہ میں خدمات کی درآمدات 12 فیصد بڑھ کر 4.195 ارب ڈالر تک جا پہنچیں، جو کہ گزشتہ سال 3.746 ارب ڈالر تھیں۔

اکتوبر میں ماہانہ بنیاد پر خدمات کی درآمدات 12.81 فیصد کے اضافے سے 1.050 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔

بڑھتی ہوئی درآمدات کی اہم وجوہات میں شامل ہیں:

عالمی مارکیٹ سے تکنیکی خدمات کی خرید

غیر ملکی مشاورت، مالیاتی سروسز اور سافٹ ویئر لائسنسنگ کی بڑھتی ضرورت

ایوی ایشن، شپنگ اور بیمہ کی بلند لاگت

نتیجتاً پہلے چار ماہ کے دوران خدمات کا تجارتی خسارہ 2.84 فیصد بڑھ کر 1.161 ارب ڈالر تک پہنچ گیا، جو پچھلے سال 1.129 ارب ڈالر تھا۔ اگرچہ خسارہ بڑھنے کی رفتار بہت زیادہ نہیں، تاہم اس کا تسلسل معاشی پالیسی سازوں کے لیے تشویش کا باعث ہو سکتا ہے۔

اقتصادی مستقبل — امکانات اور چیلنجز

پاکستان کی خدمات کی برآمدات میں مسلسل اضافہ ایک مثبت اشارہ ضرور ہے، مگر اس کے ساتھ کئی چیلنج بھی وابستہ ہیں:

آئی ٹی سیکٹر کی صلاحیت کے باوجود پالیسی رکاوٹیں:

فنڈز کی واپسی، ٹیکس پالیسیوں کی عدم ہم آہنگی اور ریگولیٹری پیچیدگیاں اب بھی آئی ٹی برآمدات کے جلدی بڑھنے میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

غیر رسمی فری لانسنگ کا بڑا حجم:

غیر بینکاری چینلز کے استعمال کے باعث اصل برآمدات رپورٹڈ ڈیٹا سے کہیں زیادہ ہو سکتی ہیں، مگر یہ معیشت کو براہ راست فائدہ نہیں پہنچاتیں۔

درآمدات اور خسارہ:

اگر درآمدات کی رفتار یہی رہی تو خدمات کی برآمدات میں نمو کے باوجود مجموعی تجارتی خسارہ کنٹرول میں لانا مشکل ہوگا۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو مالی سال 2026 کے ابتدائی چار ماہ پاکستان کی خدماتی معیشت کی بہتری کی جانب اشارہ کرتے ہیں، خاص طور پر آئی ٹی اور بزنس سروسز نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اگر حکومت آئی ٹی سیکٹر کو مزید مراعات، بہتر مالیاتی سہولیات اور مستحکم پالیسی ماحول فراہم کرے تو اگلے چند سالوں میں خدمات کی برآمدات پاکستان کے مجموعی تجارتی توازن میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

تاہم درآمدات کے بڑھتے دباؤ، ٹرانسپورٹ سیکٹر کی کمزور کارکردگی اور تجارتی خسارے کے پھیلاؤ جیسے عوامل ایسے ہیں جن پر فوری توجہ درکار ہے۔ درست حکمتِ عملی کے ذریعے خدمات کے شعبے کو پاکستان کے معاشی استحکام کا مضبوط ستون بنایا جا سکتا ہے۔

پاکستان یکم جنوری سے اضافی ایل این جی عالمی منڈیوں میں فروخت کرے گا

کنزیومر واچ رپورٹ

وفاقی وزیر برائے پیٹرولیم علی پرویز ملک نے کہا ہے کہ حکومت یکم جنوری سے اضافی مائع قدرتی گیس (ایل این جی) بین الاقوامی منڈیوں میں فروخت کرنے کا عمل شروع کر رہی ہے، جس کا مقصد گیس کے شعبے میں تیزی سے بڑھتے ہوئے مالی دباؤ کو کم کرنا اور ریاستی اداروں کو مستحکم بنیادوں پر کھڑا کرنا ہے۔ یہ اعلان انہوں نے اتوار کے روز لاہور میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

وفاقی وزیر نے بتایا کہ گزشتہ چند ماہ کے دوران ملک میں ایل این جی کی طلب کے مقابلے میں فراہمی میں نمایاں اضافہ دیکھنے میں آیا، جس کے نتیجے میں نہ صرف مقامی توانائی کی پیداوار میں اس ایندھن کا استعمال کم ہو گیا بلکہ گھریلو صارفین کو ضرورت سے زائد گیس فراہم کرنا پڑی۔ ان کے مطابق اس غیر ضروری اور مہنگی فراہمی نے گیس کے شعبے میں گردشی قرضے کے حجم میں خطرناک حد تک اضافہ کیا، جو مالی سال2018-19 سے اب تک ایک ہزار ارب روپے کے قریب پہنچ چکا ہے۔

علی پرویز ملک نے کہا کہ قطر اور اطالوی کمپنی اینی کے ساتھ طویل مدتی معاہدوں کے تحت درآمد کی جانے والی گیس پچھلے مہینوں میں ضرورت سے زیادہ ثابت ہو رہی تھی۔ ملک میں توانائی کے متبادل ذرائع کے استعمال اور بجلی گھروں کی کم طلب کے باعث ایل این جی استعمال نہ ہو سکی، جس سے قومی نظام پر مالی بوجھ بڑھا۔ وزیر کے مطابق صورتِ حال اس نہج تک پہنچ گئی کہ اضافی کارگوز کو کھپت نہ ملنے کے باعث کمپنیوں اور حکومتی اداروں کو بڑے پیمانے پر نقصانات برداشت کرنا پڑے۔

انہوں نے کہا کہ اس صورتحال کا حل یہی تھا کہ اضافی گیس کو بیرونی منڈیوں میں فروخت کر کے بوجھ کم کیا جائے۔ "یکم جنوری سے ہم یہ زائد ایندھن عالمی مارکیٹ میں بیچنے جا رہے ہیں، جس کے نتیجے میں نہ صرف نقصانات کو محدود کیا جا سکے گا بلکہ ہمارے ریاستی اداروں کو بھی اپنی مکمل صلاحیت کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملے گا۔" وزیر کے مطابق اس اقدام سے سالانہ بنیاد پر اربوں روپے کی بچت ہو سکتی ہے اور گیس کے شعبے میں مالی توازن بحال ہونے کی راہ کھلے گی۔

انہوں نے یاد دلایا کہ گزشتہ ماہ یہ رپورٹ سامنے آئی تھی کہ پاکستان نے اطالوی کمپنی اینی کے ساتھ اپنے طویل مدتی معاہدے کے تحت 21 ایل این جی کارگوز کی منسوخی کا معاہدہ کیا، جو درآمدات میں اس جائز کمی کا حصہ ہے جس کا مقصد ملک کے گیس نیٹ ورک پر دباؤ کم کرنا تھا۔ ذرائع کے مطابق پاکستان قطر کے ساتھ بھی گیس کی سپلائی کم کرنے، چند کارگوز کی ادائیگی مؤخر کرنے یا موجودہ شرائط کے تحت انہیں دوبارہ بیچنے کے امکانات پر گفتگو کر رہا ہے۔

وفاقی وزیر نے کہا کہ گزشتہ کئی برسوں سے ملک کا گیس کا شعبہ مسلسل مالی خسارے کا شکار رہا ہے، جس کی بڑی وجہ غیر حقیقی سبسڈیز، طلب و رسد کی غلط منصوبہ بندی اور درآمدات پر حد سے زیادہ انحصار ہے۔ "ہمیں ایسے فیصلے کرنا ہوں گے جو ملکی مفاد میں ہوں، چاہے وہ مشکل کیوں نہ ہوں۔ اضافی گیس فروخت کر کے ہم ایک ایسے خسارے کو روکنے جا رہے ہیں جو معیشت کے لیے مستقل خطرہ تھا۔"

غیر ملکی سرمایہ کاری اور توانائی تعاون

پریس کانفرنس کے دوران علی پرویز ملک نے پیٹرولیم کے شعبے میں ممکنہ غیر ملکی سرمایہ کاری پر بھی روشنی ڈالی۔ انہوں نے بتایا کہ ترکی کے وزیر توانائی کا حالیہ دورہ پاکستان کے لیے بڑا موقع ہے اور اس کے نتیجے میں 20 برس بعد ترک پیٹرولیم دوبارہ پاکستان میں آن شور اور آف شور تلاش کے منصوبوں میں حصہ لینے جا رہی ہے۔

وفاقی وزیر نے کہا کہ ترک پیٹرولیم اسلام آباد میں اپنا دفتر قائم کرے گی، جس میں 10 سے 15 ترک شہری تعینات ہوں گے جبکہ متعدد پاکستانی ماہرین اور کارکنوں کو بھی روزگار ملے گا۔ ان کے مطابق یہ پیش رفت اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ پاکستان خطے میں توانائی کے شعبے میں ایک قابلِ اعتبار ملک کے طور پر ابھر رہا ہے، جہاں سرمایہ کاری اور مشترکہ منصوبوں کے لیے ماحول تیزی سے بہتر ہو رہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ مقامی وسائل کی تلاش اور ترقی حکومت کی اولین ترجیح ہے تاکہ درآمدی تیل اور گیس پر انحصار کم ہو سکے۔ وفاقی وزیر کے مطابق پاکستان کے پاس آن شور اور آف شور دونوں سطحوں پر بڑے امکانات موجود ہیں لیکن گزشتہ دہائیوں میں غیر ملکی سرمایہ کاری نہ ہونے کے برابر رہی۔ "اب ہم اس جمود کو توڑنے جا رہے ہیں۔ آئندہ چند سال اس شعبے کے لیے بڑی تبدیلیاں لائیں گے۔"

توانائی پالیسی میں اصلاحات

علی پرویز ملک نے کہا کہ حکومت توانائی کے پورے شعبے میں اصلاحات کا ایک جامع پروگرام تیار کر رہی ہے جس میں گیس کی قیمتوں کا ازسرِ نو تعین، سبسڈی کا درست ہدف اور درآمدات میں توازن جیسے اقدامات شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ماضی میں غلط فیصلوں نے بہت سے اداروں کو دیوالیہ پن کے قریب پہنچا دیا تھا لیکن موجودہ حکومت کا مقصد مسائل کو وقتی بنیاد پر چھپانے کے بجائے مستقل حل نکالنا ہے۔

انہوں نے کہا کہ آئندہ چند ماہ میں گیس کے شعبے میں مزید اہم فیصلے کیے جائیں گے جن کا مقصد بکھرے ہوئے نظام کو منظّم کرنا اور ریاستی اداروں کے مالی نقصانات کو کم سے کم سطح پر لانا ہے۔ ان کے مطابق اگر موجودہ حکمتِ عملی مستقل بنیادوں پر جاری رہی تو چند سال میں گیس کے شعبے کا گردشی قرضہ نمایاں حد تک کم ہو سکتا ہے۔ وفاقی وزیر نے پریس کانفرنس کے اختتام پر کہا کہ پاکستان اپنی توانائی پالیسی کو نئے عالمی تقاضوں کے مطابق ہم آہنگ کر رہا ہے۔ "ہمیں ایسی پالیسیاں بنانی ہوں گی جو نہ صرف آج بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی فائدہ مند ہوں۔ ایل این جی کی زائد خریداری کے مسئلے کو عالمی مارکیٹ میں فروخت کے ذریعے حل کرنے کا فیصلہ اسی سمت میں ایک مضبوط قدم ہے۔"

ای سی سی نے پیٹرولیم مارجن بڑھانے کی منظوری دیدی

کنزیومر واچ رپورٹ

اقتصادی رابطہ کمیٹی (ای سی سی) نے ملکی معاشی ڈھانچے میں کئی اہم تبدیلیوں کی منظوری دیتے ہوئے شہریوں پر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافی بوجھ منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ اجلاس وفاقی وزیرِ خزانہ محمد اورنگزیب کی زیرِ صدارت منعقد ہوا، جس میں پاور سیکٹر، پٹرولیم مارجنز، گاڑیوں کی درآمدی پالیسی اور متعدد ترقیاتی و انتظامی امور سے متعلق اہم فیصلے کیے گئے۔

پیٹرولیم مصنوعات: او ایم سیز اور ڈیلرز کے مارجن میں اضافہ

رپورٹ کے مطابق اجلاس میں آئل مارکیٹنگ کمپنیوں (او ایم سیز) اور ڈیلرز کے مارجن میں اضافے کی منظوری دے دی گئی، جس کے نتیجے میں پیٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں فی لیٹر 2 روپے 56 پیسے تک اضافی بوجھ پڑے گا۔ ذرائع کے مطابق اس اضافی قیمت میں سے 1 روپے 28 پیسے فی لیٹر کا بوجھ فوری طور پر عوام کو منتقل کیا جائے گا، جب کہ باقی اضافہ مراحل میں نافذ ہوگا۔

پیٹرول کے فی لیٹر پر او ایم سی مارجن ایک روپے 22 پیسے تک بڑھا دیا گیا ہے، جب کہ ڈیزل پر ڈیلرز کے کمیشن میں ایک روپے 34 پیسے فی لیٹر کا اضافہ منظور کیا گیا۔ حکومتی موقف کے مطابق اس اقدام کا مقصد پیٹرولیم شعبے کی مالی ضروریات پوری کرنا اور پائیداری برقرار رکھنا ہے، تاہم یہ اضافہ براہِ راست عوامی مہنگائی میں اضافہ کرے گا۔

ای سی سی اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات پر ڈیلرز اور او ایم سیز کے مارجن میں 5 سے 10 فیصد کے درمیان اضافہ منظور کیا گیا ہے۔ اس اضافہ کا نصف حصہ فوری طور پر نافذ ہوگا، جب کہ باقی اضافہ شعبے کی ڈیجیٹلائزیشن سے مشروط ہے۔ پٹرولیم ڈویژن کو یکم جون 2026 تک رپورٹ جمع کرانے کی ہدایت بھی کی گئی ہے۔

پاور سیکٹر: سرکلر ڈیٹ اور وسط مدتی پلان کی تیاری

اجلاس میں پاور سیکٹر کے سنگین مالیاتی بحران، یعنی سرکلر ڈیٹ، کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ ای سی سی نے اس بات پر زور دیا کہ پاور سیکٹر کی مالی پائیداری کو یقینی بنانا ناگزیر ہو چکا ہے، جس کے لیے پاور ڈویژن کو وسط مدتی منصوبہ (Mid-term Plan) تیار کرنے کی ہدایت دی گئی۔

پاور سیکٹر میں پیداوار، ترسیل اور بلنگ کے نظام میں بڑے پیمانے پر اصلاحات کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے بتایا گیا کہ غیر مؤثر ڈسکوز، لائن لاسز اور ریکوری کے مسائل سرکلر ڈیٹ میں اضافے کی اہم وجوہات ہیں۔ اسی لیے اجلاس میں ڈسکوز اہداف کی مانیٹرنگ کے لیے فالواپ میکنزم بنانے کی منظوری دی گئی تاکہ کارکردگی کی براہِ راست نگرانی ممکن ہو سکے اور مالیاتی ذمہ داری کا تعین واضح رہے۔

گاڑیوں کی درآمدی پالیسی میں اہم تبدیلیاں

ای سی سی نے گاڑیوں کی درآمدی پالیسی میں تبدیلی کرتے ہوئے ٹرانسفر آف ریذیڈنس اور گفٹ اسکیم کو برقرار رکھنے کی منظوری دی۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ اہم ترامیم بھی کی گئیں، جن کے مطابق:

درآمدی گاڑیوں پر کمرشل معیارِ حفاظت و ماحولیات کا اطلاق کیا جائے گا۔

گاڑیوں کی اجازت شدہ درآمدی مدت 2 سال سے بڑھا کر 3 سال کر دی گئی ہے۔

درآمد شدہ گاڑیاں ایک سال تک ناقابلِ منتقلی ہوں گی تاکہ اسکیم کے غلط استعمال کی حوصلہ شکنی ہو سکے۔

یہ فیصلے مقامی آٹو انڈسٹری کے مطالبات، صارفین کی ضروریات اور درآمدی کنٹرول کے درمیان توازن پیدا کرنے کے لیے کیے گئے ہیں۔

کلوروفارم کی درآمد پر پابندیاں سخت

اجلاس میں ملک میں حساس کیمیکل کلوروفارم کی درآمد پر سخت پابندیاں عائد کرنے کی منظوری دی گئی۔ اعلامیے کے مطابق:

کلوروفارم صرف فارماسوٹیکل کمپنیاں درآمد کر سکیں گی۔

اس کے لیے ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی آف پاکستان (DRAP) کا NOC لازم ہوگا۔

یہ فیصلہ سلامتِ عامہ، صنعتی ضابطوں اور غیر قانونی استعمال پر قابو پانے کے لیے کیا گیا ہے۔

دیگر اہم فیصلے: فنڈنگ، ترقیاتی منصوبے اور ادارہ جاتی اصلاحات

ای سی سی نے مختلف محکموں اور منصوبوں کے لیے اہم مالیاتی منظوریوں کا اعلان بھی کیا، جن میں شامل ہیں:

پاکستان ڈیجیٹل اتھارٹی کے لیے 1 ارب 28 کروڑ روپے کی گرانٹ۔

اس رقم کا مقصد ڈیجیٹل گورننس، سائبر سیکیورٹی، اور ڈیجیٹل سروسز کی فراہمی کو بہتر بنانا ہے۔

کابینہ ڈویژن کے ترقیاتی منصوبوں کے لیے فنڈز کا اجراء۔

اس اقدام سے جاری ترقیاتی منصوبوں میں تیزی آئے گی۔

ہاؤسنگ اینڈ ورکس ڈویژن کے لیے 5 ارب روپے کی گرانٹ۔

یہ فنڈ سرکاری رہائش، انفراسٹرکچر اور تعمیراتی منصوبوں کی تکمیل کے لیے مختص کیا گیا ہے۔

پی اے ایس سی او (PASCO) کی وائنڈنگ اَپ کے لیے خصوصی کمپنی کے قیام کی منظوری۔

یہ خصوصی کمپنی ادارے کے واجبات نمٹانے کے بعد تحلیل کر دی جائے گی، جس کا مقصد سرکاری کارپوریشنوں کے مالی بوجھ کو کم کرنا ہے۔

پی آئی اے ہولڈنگ کمپنی کے پنشن اور طبی اخراجات کے لیے فنڈز کی اصولی منظوری۔

اس فیصلے سے قومی ادارے کے سابق ملازمین کی فلاح کا پہلو مدنظر رکھا گیا ہے۔

گھنی گلاس کے کنسیشنری گیس ٹیرف کیس کو ناقابلِ عمل قرار دینا۔

کمیٹی کے مطابق یہ کیس موجودہ پالیسی اور معاشی حالات سے مطابقت نہیں رکھتا۔

وسیع ایکسپورٹ سپورٹ پالیسی جاری رکھنے کا فیصلہ

ای سی سی اعلامیے میں واضح کیا گیا کہ حکومت پہلے سے جاری وسیع ایکسپورٹ سپورٹ پالیسی کو برقرار رکھے گی، جب کہ سبسڈی کے خاتمے کی پالیسی پر بھی قائم رہے گی۔ برآمدی صنعت کو درپیش چیلنجز کے باوجود حکومتی موقف یہ ہے کہ سبسڈی کا خاتمہ مالی نظم و ضبط کے لیے ضروری ہے۔

عوام پر براہِ راست اثرات

ان فیصلوں میں سے متعدد عوام پر براہِ راست اثر انداز ہوں گے، خصوصاً پیٹرولیم مارجن میں اضافے کے باعث:

ٹرانسپورٹ کرایوں میں اضافہ

اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں بالواسطہ مہنگائی

پیداواری لاگت میں اضافہ

مجموعی مہنگائی کی شرح میں ممکنہ اضافہ

واضح رہے کہ پہلے ہی مہنگائی کا دباؤ شہریوں کے لیے ایک بڑا مسئلہ ہے، اور ای سی سی کے تازہ فیصلے بھی عوامی معاشیات پر اثر انداز ہونے کا امکان رکھتے ہیں۔

ڈیجیٹل ادائیگیوں کا محفوظ اور کم لاگتی نظام تشکیل دینا اولین ترجیح ہے، گورنر اسٹیٹ بینک

کنزیومر واچ رپورٹ

گورنر اسٹیٹ بینک جمیل احمد نے کہا ہے کہ ڈیجیٹل ادائیگیوں کا محفوظ اور کم لاگتی نظام تشکیل دینا اولین ترجیح ہے، کو بیجنگ سے پاکستان کی ڈیجیٹل ادائیگیوں کا نظام مزید مضبوط ہوگا۔

گورنر اسٹیٹ بینک جمیل احمد نے فیصل بینک لمیٹڈ کی جانب سے ماسٹر کارڈ اور پاکستان کی قومی ادائیگی اسکیم 'پے پاک' کے اشتراک سے نیا co.badged کارڈ متعارف کرانے کی تقریب سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ co. Badging سے پاکستان کی ڈیجیٹل ادائیگیوں کا نظام مزید مضبوط ہوگا۔ یہ تقریب ملک میں ڈیجیٹل ادائیگیوں کے نظام کو محفوظ، مستعد اور خود انحصار بنانے کے سفر میں سنگ میل ثابت ہوگی۔

شراکت داروں کو مبارکباد دیتے ہوئے گورنر اسٹیٹ بینک نے کہا کہ اب صارفین بین الاقوامی اور ای کامرس ادائیگیاں بلاتعطل انداز میں کر سکیں گے، جبکہ ملکی ٹرانزیکشنز کا پاکستان کے اندر تصفیہ ممکن ہو سکے گا، جس سے کارکردگی میں اضافہ اور بیرونی نیٹ ورکس پر انحصار کم کرنے میں مدد ملے گی۔ انہوں نے نئے co.badged card کو ایک 'فائدہ مند' مالی پروڈکٹ قرار دیا، جس سے صارفین کو سہولت ملنے کے علاوہ ادائیگیوں کا قومی انفرااسٹرکچر مزید مضبوط ہوگا۔

جمیل احمد نے کہا کہ پاکستان کے ڈیجیٹل ادائیگیوں کے نظام میں co.badging بڑھ رہی ہے۔ گذشتہ ماہ 'پے پاک' اور 'یونین پے' کا Co.badged کارڈ متعارف کرانے کے بعد آج اس کارڈ کا اجرا بڑھتے ہوئے رجحان کو ظاہر کرتا ہے، جس میں پاکستان کی ملکی ادائیگی اسکیم ، ادائیگیوں کے بڑے عالمی اداروں کے ساتھ اسٹریٹجک اتحاد تشکیل دے رہی ہے۔ انہوں نے اس اعتماد کا اظہار کیا کہ مزید بینک بھی ایسے ماڈلز اختیار کریں گے کیونکہ ایسے اشتراک مضبوط قدر کے منصوبوں کی پیشکش کرتے ہیں۔

2016 ء میں 'پے پاک' کے آغاز کے بعد سے اس کے ارتقائی مراحل پر روشنی ڈالتے ہوئے گورنر نے یاد دلایا کہ اسے وسیع ہوتی ہوئی ڈیجیٹل معیشت کے لیے سستی، محفوظ اور مقامی ادائیگی کی سہولت کے طور پر ڈیزائن کیا گیا تھا۔ فی الحال زیرِ گردش 53 ملین ڈیبٹ کارڈز میں سے 25 فیصد سے زائد 'پے پاک' پر ہیں تاہم اس کے استعمال کی شرح 6 فیصد پر برقرار ہے۔ انہوں نے مختلف چیلنجوں کو اس فرق کی وجہ قرار دیا جن میں ای کامرس اور بین الاقوامی پلیٹ فارمز پر محدود قبولیت، تشہیر کی معمولی کوششیں اور 'پے پاک' کو کم قدر والا کارڈ سمجھا جانا شامل ہیں۔

گورنر اسٹیٹ بینک جمیل احمد نے 'پے پاک' کو ایک پائیدار اور مسابقتی نظام بنانے کے لیے اِن رکاوٹوں کو دور کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے حالیہ اقدامات کی تعریف کی جن میں تشہیری مہمات، co. badging کے انتظامات اور ای کامرس گیٹ ویز کے ساتھ اشتراک شامل ہیں۔ انہوں نے یقین ظاہر کیا کہ ان اقدامات سے 'پے پاک' کی قدر میں نمایاں اضافہ ہوگا۔ انہوں نے ون لنک پر بھی زور دیا کہ وہ طویل مدتی حکمت عملی اپنائے جو ٹیکنالوجی، فراڈ کی شناخت، سائبر سکیورٹی، تنازعات کے حل اور تاجروں اور صارفین کو مراعات دینے کے لیے سرمایہ کاری پر مرکوز ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ اقدامات اعتماد سازی اور قومی ادائیگی کی اسکیم کو اپنانے کی رفتار بڑھانے کے لیے ناگزیر ہیں۔

مضبوط اور جامع ڈیجیٹل ادائیگیوں کے لیے ایکوسسٹم کی تشکیل کی خاطر اسٹیٹ بینک کے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے، جمیل احمد نے ایسے ضوابطی فریم ورک کی اہمیت کو اجاگر کیا جو جدت طرازی، مسابقت، اور صارفین کے تحفظ کو فروغ دیتا ہو۔ انہوں نے تمام متعلقہ فریقوں (اسٹیک ہولڈرز)، بشمول ادائیگیوں کی عالمی اسکیموں، کے لیے یکساں مواقع یقینی بنانے کے حوالے سے بھی مرکزی بینک کا عزم دہرایا، کیونکہ پاکستان ادائیگیوں کے محفوظ، ہم آہنگ اور خودکفیل ڈھانچے کی جانب گامزن ہے۔

گورنر اسٹیٹ بینک جمیل احمد نے اپنے اختتامی کلمات میں کہا کہ آج co.badging کے لیے یہ اقدام باہمی مفاد پر مبنی شراکت داریوں کی طاقت کی ایک مثال ہے، جس سے صارفین کے انتخاب کو بڑھانے، ڈیجیٹل رسائی کو وسعت دینے، اور ملک کی ڈیجیٹل تبدیلی میں مدد ملے گی۔ انہوں نے اس امید کا اظہار کیا کہ ڈیجیٹل ادائیگیوں کی نمو میں تیزی لانے اور مالی طور پر ایک جدید اور شمولیتی پاکستان کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی غرض سے مزید مالی ادارے اسی طرح کا تعاون جاری رکھیں گے

اشرف شاد کی کتاب ”اللہ میاں کے گھر“ کی پروقار تقریبِ رونمائی

رپورٹ: تہمینہ راؤ آسٹریلیا

ویسٹ ورڈ، پیرامیٹا میں گزشتہ دنوں ادبی ذوق رکھنے والے قارئین، مصنفین، اساتذہ اور ادب دوست خواتین و حضرات کا ایک خوبصورت اجتماع منعقد ہوا، جس میں اشرف شاد کی نئی افسانوی تصنیف ”اللہ میاں کے گھر“ کی تقریبِ رونمائی بڑے وقار اور شان سے منعقد کی گئی۔ اس یادگار تقریب کا اہتمام اردو انٹرنیشنل آسٹریلیا نے کیا۔

تقریب کی صدارت ممتاز ادیب خوشبیر سنگھ شاد نے کی جبکہ بطور مہمانِ خصوصی معروف علمی و سماجی شخصیت پروفیسر راحت منیر شریک ہوئے۔ دونوں معززین نے کتاب اور اس کے تخلیقی پس منظر پر بھرپور اور پُر مغز اظہارِ خیال کیا۔

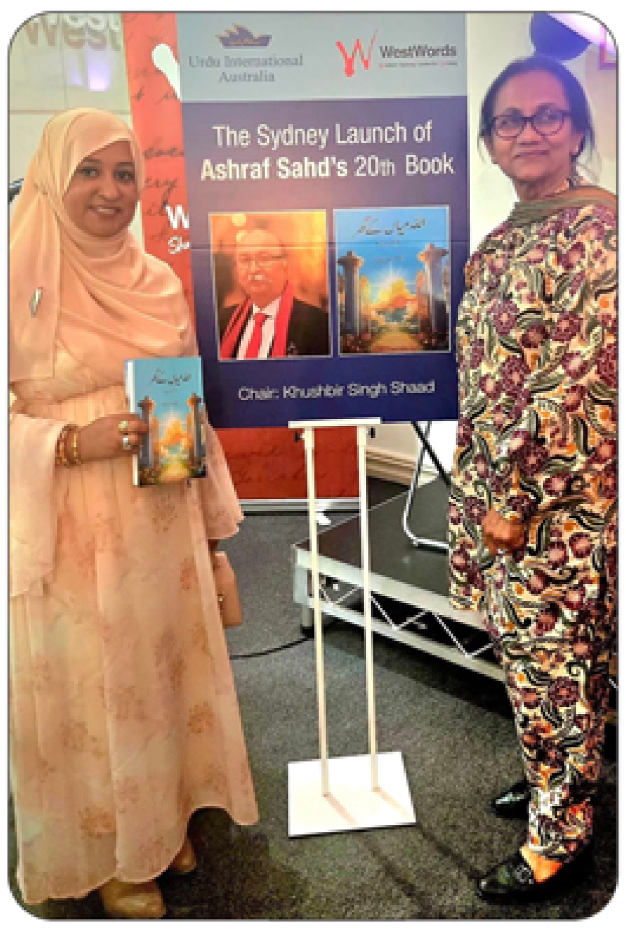

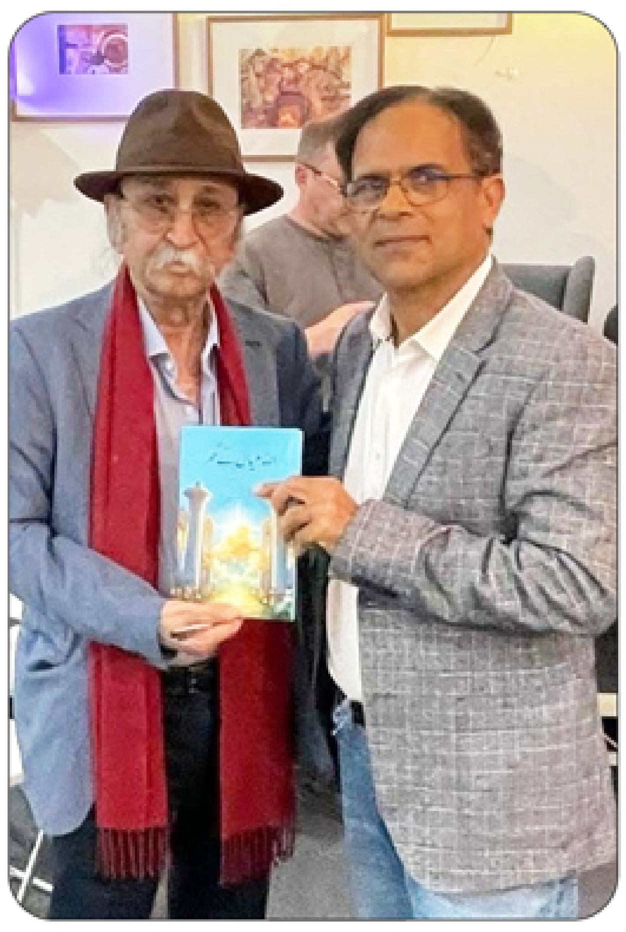

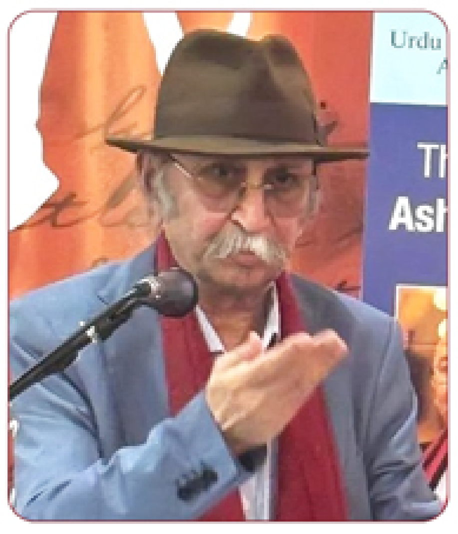

سڈنی کی نمایاں ادبی و علمی شخصیات نے کتاب پر گفتگو کرتے ہوئے اسے اردو افسانے کی روایت میں ایک خوبصورت اضافہ قرار دیا۔ خطاب کرنے والوں میں ڈاکٹر شبیر حیدر، ڈاکٹر عباس زیدی، ڈاکٹر باقر رضا، نوید علی خان، تہمینہ راؤ، محمد علی بخاری، کمود میرانی، ڈاکٹر یاسمین شاد، ہما مرزا (جنہوں نے نظامت کے فرائض بھی نہایت خوبصورتی سے انجام دیے)، ڈاکٹر عائشہ سعید، فرحت اقبال،، نائلہ ہما اور مصنف کی صاحبزادی ثمن شاد، (جو خود بھی انگریزی ادب کی معروف اور مقبول ادیبہ ہیں) شامل تھے

کئی مقررین نے کتاب کے منتخب اقتباسات بھی سنائے، جس سے محفل کا رنگ مزید نکھر گیا۔

تقریب کا ایک نہایت دلنشیں پہلو وہ تھا جب معروف ادیبہ ثمن نے اسٹیج پر آکر اپنے والد کے فن، شخصیت اور محبت بھری تربیت کا ذکر کیا۔

انہوں نے کہا، میرے والد نے ہمیں کتابوں سے محبت کرنا سکھایا ان کی زندگی میں اصول، دیانت اور محبت ایک ساتھ چلتے ہیں۔ میری اپنی ادبی شناخت کی بنیاد بھی انہی کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کا نتیجہ ہے۔ ان کے یہ جملے سامعین کے دلوں کو چھو گئے اور محفل پر ایک جذباتی کیفیت چھا گئی۔

تقریب کے آخر میں سوال و جواب کا سیشن رکھا گیا جس میں حاضرین نے کتاب، اسلوب اور موضوعات سے متعلق دلچسپ سوالات کیے جن کے جواب مصنف نے نہایت شائستگی اور تفصیل سے دیے۔

اس کے بعد مہمانانِ گرامی کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی اور غیر رسمی مکالموں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

Over 195K Followers on social media now shining in print too

پاک افغان کشیدگی سے پاکستانی کینو کے برآمدکنندگان بری طرح متاثر

کراچی:(کنزیومرواچ نیوز) پاک افغان کشیدگی، سرحدوں کی بندش سے افغانستان میں پھنسے ہوئے پاکستانی ٹرک ڈرائیورز پرتشدد حملوں کی وجہ سے عدم تحفظ کا شکار ہیں۔پاکستان افغانستان جوائنٹ چیمبر آف کامرس کے صدر جنید ماکڈا نے بتایا کہ دونوں ممالک کے درمیان کشیدہ صورتحال سے پاکستانی کینو کے برآمد کنندگان، ٹرانسپورٹ اور لاجسٹک آپریٹرز بری طرح متاثر ہیں۔ بہت سے لوگوں کو خوراک کی قلت کا سامنا ہے جن کے ہاتھ میں نقدی نہیں ہے اوران کے پاس تمام وسائل ختم ہوچکے ہیں۔اسی نوعیت کا انسانی بحران پاکستان میں بھی برقرار ہے جہاں سیکڑوں ڈرائیور بغیر خوراک، پناہ گاہ یا ضروری امداد کے سرحدی مقامات پر محصور ہوچکے ہیں۔پاک افغان جوائنٹ چیمبر نے کینو کی برآمدی بحران کی جانب توجہ مبذول کراتے ہوئے کہا کہ وزارت تجارت کے طلب کردہ حالیہ اجلاس کے بعد، اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے ایران کے زمینی راستے سے ایران اور وسط ایشیا کے ممالک کو برآمدات کے لیے فنانشل انسٹرومنٹ کی ضرورت سے استثنیٰ دینے کی درخواست کو مسترد کردیا ہے جس کے نتیجے میں کینو کے برآمدکنندگان اب کسی قابل عمل ادائیگی کے طریقہ کار کے بغیر رہ گئے ہیں۔

’ملک کے بیرونی قرضوں میں کمی، 2022 سے کوئی اضافہ نہیں ہوا‘

کراچی (کنزیومرواچ نیوز) گورنر اسٹیٹ بینک جمیل احمد نے خوشخبری سنائی ہے کہ ملک کے بیرونی قرضوں میں کمی ہوئی اور 2022 کے بعد کوئی اضافہ نہیں ہوا۔کراچی میں کاروباری خواتین کے عالمی دن کے موقع پر اسٹیٹ بینک میں منعقدہ تقریب کے بعد میڈیا سے گفتگو میں گورنر اسٹیٹ بینک نے بڑا انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے بیرونی قرضوں میں کمی ہوئی ہے اور پاکستان کے بیرونی قرضوں میں 2022ء کے بعد کوئی اضافہ نہیں ہوا۔انہوں نے کہا کہ ڈیٹ ٹو جی ڈی پی تناسب 31 فیصد سے کم ہوکر 26 فیصد نیچے آگیا ہے جبکہ 2015ء سے 2022ء تک سالانہ اوسطاً 6.4 ارب ڈالر قرضہ بڑھ رہا تھا۔جمیل احمد کا کہنا تھا کہ رواں مالی سال کرنٹ اکاؤنٹ جی ڈی پی کے 0 سے 1 فیصد کے درمیان خسارے میں رہے گا جبکہ درآمدات میں اضافے کے باوجود کرنٹ اکاؤنٹ کنٹرول میں ہے۔انہوں نے کہا کہ رواں سال ترسیلاتِ زر 40 ارب ڈالر کا ہندسہ عبور کرجائیں گی جبکہ گزشتہ مالی سال 38 ارب ڈالر کی ترسیلاتِ زر موصول ہوئی تھیں۔گورنر اسٹیٹ بینک نے بتایا کہ نومبر 2024ء سے اکتوبر 2025ء تک خواتین کو 50 ارب روپے کی فنانسنگ کا ہدف تھا تاہم 230 ارب روپے جاری کیے گئے۔

کسٹمز نے مس ڈکلیریشن پر کروڑوں مالیت کا سامان ضبط کرلیا

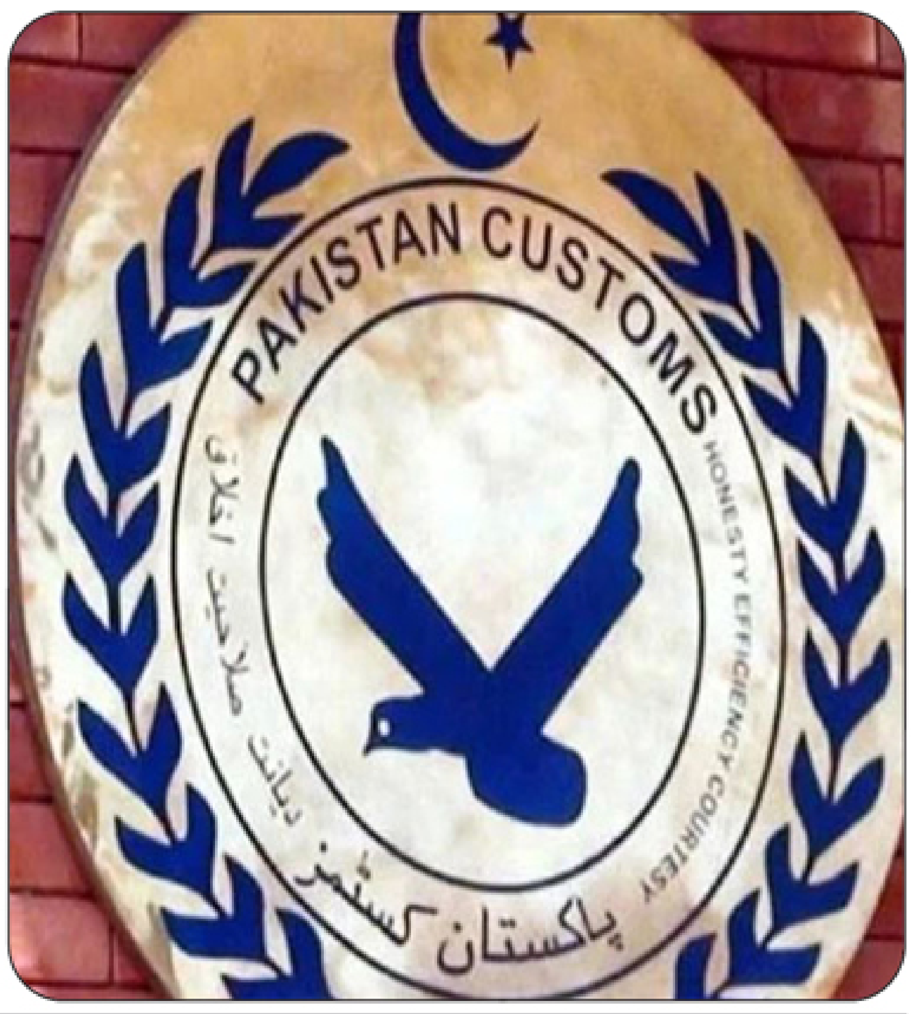

کراچی: (کنزیومرواچ نیوز) کسٹمز انفورسمنٹ کراچی نے مس ڈکلیریشن کی بڑی کوشش ناکام بنا کر سولہ کروڑ ستر لاکھ روپے ریونیو کا نقصان بچالیا۔ایف بی آر کے مطابق کراچی کی کمپنی میسرز ان سنز کارپوریشن اوران کے کلیئرنگ ایجنٹ میسرز پاکستان شپنگ اینڈ لاجسٹکس کمپنی نے درآمدی کنسائنمنٹ میں غلط بیانی کی تھی۔جبل علی کے راستے منگوائے گئے کنٹینر میں آٹو پارٹس کی تعداد اور لیپ ٹاپ ٹیکسوں سے بچنے کے لیے کم ظاہر کئے گئے تھے، ضبط شدہ سامان کی مالیت کا تخمینہ انیس کروڑ تیس لاکھ روپے لگایا گیا ہے۔ایف بی آر حکام کا کہنا ہے کہ درآمدکنندہ اور تمام سہولت کاروں کے خلاف ٹیکس چوری کی کوشش پر کسٹمز ایکٹ 1969 کے تحت قانونی کارروائی شروع کردی گئی۔

پاکستان دنیا کے لیے کرپٹو ریگولیشن کا ماڈل بن سکتا ہے، بلال بن ثاقب

اسلام آباد (کنزیومرواچ نیوز) پاکستان ورچوئل ایسٹس ریگولیٹری اتھارٹی کے چیئرمین بلال بن ثاقب کا کہنا ہے کہ پاکستان دنیا کے لیے کرپٹو ریگولیشن کا ماڈل بن سکتا ہے۔دبئی میں بائنس بلاک چین ویک کے موقع پر تقریب سے خطاب میں پاکستان ورچوئل ایسٹس ریگولیٹری اتھارٹی کے چیئرمین بلال بن ثاقب کا کہنا تھا کہ پاکستان جیسے ابھرتے ہوئے ممالک کے لیے ورچوئل ایسٹس کی ریگولیشن معاشی ترقی کی بنیادی کنجی ہے۔ پاکستان دنیا کے لیے کرپٹو ریگولیشن کا مؤثر ماڈل بن سکتا ہے۔دبئی میں ہونے والی بائنس بلاک چین ویک میں سی زیڈ، مائیکل سیلر اور یو اے ای کے وزیر برائے مصنوعی ذہانت عمر سلطان العلماء بھی شریک تھے، پاکستان کے اسٹیبل کوائن اور ڈیٹا پوائنٹس کیس اسٹڈیز عالمی سطح پر رہنمائی فراہم کرسکتے ہیں۔

سعودی عرب نے پاکستان کیلئے 3 ارب ڈالرز ڈپازٹ کی مدت میں توسیع کردی

جدہ (کنزیومرواچ نیوز) سعودی عرب نے پاکستان کے لیے 3 ارب ڈالر کے ڈپازٹ کی مدت میں ایک بار پھر توسیع کردی۔ذرائع کے مطابق سعودی ڈویلپمنٹ فنڈ نے 3 ارب ڈالرز کے ڈپازٹ کی مدت میں مزید ایک سال کی توسیع کردی، سعودی عرب کے 3 ارب ڈالرز کے ڈپازٹ کی مدت آج ختم ہورہی ہے۔سعودی عرب کا 3 ارب ڈالرز اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے پاس موجود ہے، سعودی عرب نے 2021 میں پاکستان کو 3 ارب ڈالرز کا ڈپازٹ فراہم کرنیکا معاہدہ کیا تھا۔

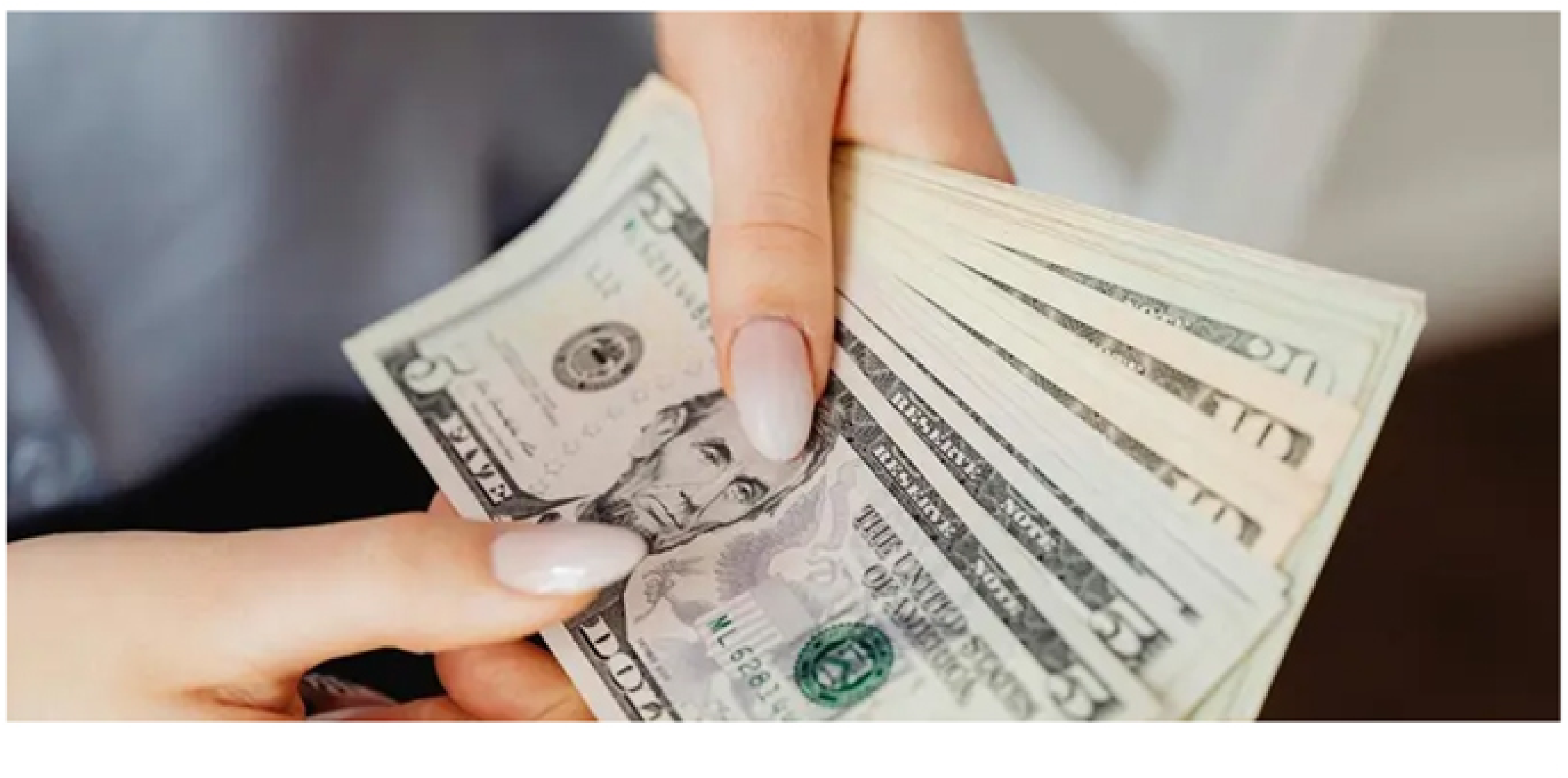

ڈالر کے سامنے بھارتی روپیہ زمین بوس کمزورترین کرنسیوں میں شامل

ممبئی (کنزیومرواچ نیوز) بھارتی روپیہ 2025 میں مسلسل زوال کے بعد ایشیا کی سب سے کمزور کرنسی میں شامل ہوگیا۔امریکی ڈالر کے مقابلے میں یہ 90.28 تک گرگیا، ماہرین کے مطابق تجارتی خسارہ اور سرمایہ کاری کے کمزور بہاؤ کے باعث روپیہ مزید دباؤ کا شکار ہوسکتا ہے۔عالمی میڈیا کے مطابق بھارتی روپیہ 2025 میں مسلسل گراوٹ کے بعد ایشیا کی کمزور ترین کرنسیوں میں شامل ہو چکا ہے، تائیوان، ملائیشیا اور تھائی لینڈ کی کرنسیاں مضبوط ہوئیں، مگر بھارتی کرنسی مسلسل تنزلی کا شکار ہے۔گزشتہ روز بھارتی روپیہ امریکی ڈالر کے مقابلے میں 90.28 کی سطح پر آگیا، جو اب تک کا کمزور ترین ریکارڈ ہے، اور چھٹے مسلسل سیشن میں کمی دیکھی گئی۔ ماہرین کے مطابق کہ اگر مرکزی بینک فوری مداخلت نہ کرے تو روپیہ مزید دباؤ کا شکار ہوسکتا ہے، کیونکہ تجارتی خسارہ اور سرمایہ کاری کے بہاؤ کمزور ہیں۔ماہرین کا کہنا ہے کہ روپیہ کی بہتری کا انحصار امریکا اور بھارت کے درمیان تجارتی مذاکرات پر ہے، جو مہینوں سے تعطل کا شکار ہیں۔ ڈالر/روپیہ کے فارورڈ پوائنٹس میں اضافہ اور درآمدکنندگان کی بڑھتی ہوئی ڈالر طلب نے بھی روپیہ پر دباؤ بڑھایا ہے۔رپورٹ کے مطابق امریکی ٹیرف میں اضافے اور غیرملکی سرمایہ کاروں کے انخلاء نے روپیہ پر شدید دباؤ ڈال دیا ہے۔

ایڈیٹر: نشید آفاقی

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

صارفین سے سرکار تک

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH PAKISTAN

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3